إن الدين عند الله الإسلام

ہفت روزہ

ترجمان اسلام

لاہور

جاری کردہ بحکم
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
رحمۃ اللہ علیہ

17/10

درویش بادشاہ

قاضی بغداد حسین بن ہارون کا بیان ہے کہ کرخ میں ایک یتیم کی قیمتی جائیداد محکمہ قضا کی تولیت میں تھی۔ عباسی خلیفہ قادر باللہ صاحب کے بعض احباب اس کو خریدنا چاہتے تھے حاجب نے مجھ سے کہلا بھیجا کہ میں جائیداد کو قضا کی تولیت سے آزاد کر دوں تاکہ وہ من مانی قیمت پر خرید لیں۔ میں نے اس کی تعمیل نہیں کی۔ حاجب نے مجھ کو بلا بھیجا۔ مجھے بڑا خوف پیدا ہوا اور جانے کا وعدہ کر کے حاجب کے شر سے بچنے کیلئے حضرت معروف کرخیؒ کے مزار پر دعا کیلئے چلا گیا یہاں ایک درویش بیٹھا تھا۔ اس نے پوچھا کس کیلئے بددعا کرتے ہو میں نے واقعہ بیان کیا یہاں سے واپس ہو کر حاجب کے گھر پہنچا وہ دیکھتے ہی برس پڑا برے نازیبا الفاظ استعمال کئے اور میرا کوئی عذر نہ سنا اتنے میں ایک نوجوان نے ایک رقعہ لا کر حاجب کو دیا اُسے پڑھ کر اس کا رنگ اڑ گیا۔ اس نے مجھ سے معذرت کی اور پوچھا کیا آپ نے خلیفہ کو اس واقعہ کی خبر کر دی ہے میں نے انکار کیا بعد میں معلوم ہوا کہ جو درویش معروف کرخیؒ کی قبر پر ملا تھا۔ وہ خود قادر باللہ تھا۔

(ابن اثیر صفحہ ۴۴، جلد نمبر ۹)

سرپرست
جانشین شیخ التفسیر
مولانا عبید اللہ انور

زیر نگرانی
قائد جمعیت مفکر اسلام مولانا مفتی محمود مدظلہ

ایڈیٹر
زاہد الراشدی

یکے از مطبوعات جمعیۃ علماء اسلام پاکستان مرکزی دفتر چوک رنگ محل لاہور

مسئلہ ختمِ نبوت

علم وعقل کی روشنی میں



قسط نمبر ۲

اگر موخر الذکر دونوں صورتیں غیر معقول اور ناقابل التفات ہیں تو پہلی ہی صورت لائق غور و توجہ رہ جاتی ہے لیکن جب اس کی تحلیل کی جائے تو یہ سوال خود بخود سامنے آجاتا ہے کہ جب تاریخ ادیان وملل نے بلکہ واقعات وحقائق نے روشن دلائل اور براہین سے ثابت کر دیا کہ قرآن عزیز ایک ایسا روحانی قانون دستور آئین اور پیغام رشد وہدایت ہے جس کی نظیر پیش کرنے سے تمام سابقہ ادیان اور موجودہ نام نہاد مدعیانِ وحی والہام عاجز ودرماندہ ہیں تو پھر علم وعقل اور حکمت ودانش کا وہ کون سا تقاضا ہے جس کے پیشِ نظر الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی کا انکار کیا جا سکے۔ اور جو تکمیل کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہوئی اسے جھٹلا کر مزید کسی نبی کا انتظار کیا جائے۔

بالفاظ دیگر ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ اگر ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کسی نئے نبی کی بعثت فرض کریں تو فطرتاً یہ سوال پیدا ہوگا کہ اس کا کام کیا ہوگا؟ وہ شریعت محمدیہ کو منسوخ کرکے نئی شریعت لائے گا، اسی کی تبلیغ وتشہیر کرے گا۔ اگر پہلی صورت فرض کی جائے تو پھر وہی سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کی ضرورت کیا ہے؟ قرآن وسنت سراپا ہدایت ہیں۔ ان میں کیا کمی ہے جس کی تکمیل کسی نئے نبی اور نئی کتاب کے ذریعہ کی جائے۔ دوسری شق اختیار کرنے پر بھی وہی سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسکی تشریح وتفصیل کے لئے کسی نبی کے آنے کی کیا حاجت وضرورت ہے؟ اگر امتی اس بیان وتشریح سے عاجز ہیں تو ہر زمانہ میں کسی نہ کسی نبی کا وجود لازم ہے۔ حالانکہ یہ بالکل خلافِ واقعہ ہے جس کی غلطی مشاہدہ سے ثابت ہے

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

البتہ آپ یہ کہہ سکتے ہیں جیسا کہ اُمت مرزائیہ کا عقیدہ ہے کہ اس بات کو مان لینے میں آخر کیا حرج ہے؟ کہ قصرِ نبوت کی تکمیل تو آپ ہی کی پاک ذات ستودہ صفات سے ہو لیکن آپ کے کمال نبوت کی یہ امتیازی شان بھی منصۂ شہود پر ظاہر ہو کہ جو شخص بھی جدید نبی یا رسول بنے اس کا انتساب آپ ہی کے فیضِ نبوت سے وابستہ ہو یعنی آئندہ بھی نبی اور رسول آتے رہیں مگر وہ مستقل نہ ہوں۔ بلکہ آپ کے ماتحت اور قرآن ہی کے زیرِ نگین ہوں بالفاظ دیگر اس شبہ کی تعبیر یوں کی جا سکتی ہے کہ آپ کی ختم نبوت دوسروں کی نبوت کے بقاء کو مستلزم ہے یعنی آپ کی مہر نبی تراش ہے جس پر لگ گئی ہے۔ وہی نبی بن جاتا ہے۔ اور بغیر آپ کی مُہر کے کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے آپ کو نبی کہلائے اور اپنے اتباع اور پیروی کی تبلیغ کریں۔

لیکن شبہ اس لئے صحیح نہیں ہے کہ اس میں جو بات کی گئی ہے اس کو خواہ کتنی خوبصورت سے خوبصورت عنوان میں کہے۔ سب کا حاصل اور خلاصہ یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کے بعد نبی اور رسول کی احتیاج باقی ہے اور اس کے بغیر دینِ الٰہی اور پیغام ربانی تشنۂ تکمیل ہے ورنہ تو تکمیل کے بعد نبی اور رسول کی جگہ خاتم النبیین کے جانشین ہونے چاہئیں تاکہ ان کے ذریعہ پیغامِ کامل اور ہدایتِ تام کی یاددہانی ہوتی رہے اور یہی وہ نیابت اور وراثت ہے جس کا حق علماء دین العلماء ورثۃ الانبیاء کے مصداق بن کر ادا کرتے چلے آئے ہیں اور تاقیامِ قیامت کرتے رہیں گے۔ بالفاظ دیگر یوں سمجھئے کہ آپ کی ختم نبوت دوسروں کی نبوت کے بقاء کو اس وقت مستلزم ہوتی جب کہ دوسرے انبیاء علیہم السلام کی طرح آپ کی نبوت بھی ختم ہوجاتی۔ لیکن جب آپ کی نبوت ہی باقی ہے اور قیامت تک باقی رہے گی تو اب جدید نبوت کا سوال ہی خود بخود ختم ہوجاتا ہے۔ اور کمال کی بات تو یہ ہے۔ کہ یہاں آپ کی بقاء نبوت ہی ختم نبوت کو مستلزم ہے یعنی آپ کی نبوت کا بقاء اس بات کو مستلزم ہے کہ آپ کے بعد کوئی اور نبی نہ ہو۔

وہ لوگ جو نام نہاد مدعیانِ وحی والہام کی پیروی و اتباع میں اپنی کامیابی وکامرانی سمجھتے ہیں اگر وہ خدا تعالیٰ کی دی ہوئی عقل سلیم اور فہم مستقیم سے کام لے کر ذرا سا بھی غور کرتے تو وہ سمجھ جاتے کہ خدا تعالیٰ کا یہ فیصلہ ایک غیر معمولی عظمت واہمیت رکھتا ہے اور امت محمدیہ کے لئے اس میں بہت ہی بڑی رحمت ہے۔ نبوت کی پوری تاریخ گواہ ہے کہ نئے نبیوں کا آنا امتوں کے لئے کتنا بڑا اور کتنا سخت امتحان ہوتا ہے۔ اور پہلے پیغمبروں کو ماننے والے کتنے لوگ ہوتے ہیں۔ جو نئے نبی پر ایمان لاتے ہیں۔

صرف سب سے آخری دو رسولوں ہی کو دیکھ لیجئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب تشریف لائے۔ (اور احیاء موتیٰ جیسے معجزے لے کر تشریف لائے) تو یہودیوں میں سے کتنے ان پر ایمان لائے اور کتنے انکار کرکے لعنتی اور جہنمی بنے پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو یہود ونصاریٰ میں سے یعنی اگلے پیغمبروں اور اگلی کتابوں کے ماننے والوں میں سے کتنے آپ پر ایمان لائے اور کتنے انکار وکفر کرکے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی لعنت اور آخرت میں ابدی عذاب نار کے مستحق ہوئے۔

پس اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نبوت ورسالت کا سلسلہ ختم فرماکر یہ رحمت فرمائی۔ کہ اس امت کو اس سخت امتحان سے محفوظ فرما دیا اگر بفرضِ محال نبوت جاری ہوتی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آتا تو یقیناً وہی صورت ہوتی جو پہلے ہمیشہ ہوئی ہے

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے بہت تھوڑے لوگ اس کو مانتے ہیں۔ اور زیادہ تر انکار کرکے (معاذ اللہ) کافر اور لعنتی ہوئے۔ پس اللہ تعالیٰ نے رسالت ونبوت کا سلسلہ ختم فرمایا کہ اس امت کو ہمیشہ کے لئے کفر ولعنت کے اس خطرے سے محفوظ فرما دیا اور امت کو مطمئن فرما دیا۔ کہ تمہارے اور ساری دنیا کی نجات کے لئے بس یہ کافی ہے کہ ہمارے اس (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان ہو اور اس کی ہدایت کا اتباع ہو۔

پس اب جو شخص نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ یا نئی نبوت کی گنجائش نکالتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے اس فیصلہ اور اس کے قائم کردہ نظام کو درہم برہم کرنا چاہتا ہے۔ ذرا اس کے دوررس نتائج پر غور کیجئے۔ اس کا اثر پورے دین پر پڑتا ہے۔ نئے نبی کی آمد پر اس پر ایمان لانا مدار نجات ہوجاتا ہے۔ وہی نبی وقت ہوتا ہے۔

باقی قسط نمبر ۳ آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سرپرست
حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور

مدیر
زاہد الراشدی

جلد ۱۷ | جمعہ ۲۷ صفر ۱۳۹۴ھ مطابق ۱۵ مارچ ۱۹۷۴ء - قیمت ۵۰ پیسے | شمارہ ۱۰

بلوچستان ـــــ ایک لمحہ فکریہ

گورنر بلوچستان خان احمد یار خاں نے ایک بیان میں فرمایا ہے کہ وزیر اعظم بھٹو بے پناہ مصروفیات کے باعث وعدہ کے مطابق ۲۵ر فروری کو بلوچستان کی صورت حال کے بارے میں کسی فیصلہ کا اعلان نہیں کر سکے - اب وہ "یکم اپریل" تک یہ اعلان کر دیں گے - گورنر نے یہ بھی کہا ہے کہ نیپ لیڈروں کے خلاف مقدمات سابق گورنر اکبر بگتی کی سفارش پر قائم کئے گئے تھے۔

ادھر ہفت روزہ ندائے بلوچستان کوئٹہ کے مطابق سابق گورنر اکبر بگتی نے ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ نیپ لیڈروں کے خلاف جھوٹے مقدمات قائم کئے گئے تھے تاکہ ان کی نشستیں خالی قرار دے کر ان کی جگہ پیپلز پارٹی کے ارکان کو صوبائی اسمبلی کے لئے "منتخب" کرایا جا سکے - بگتی صاحب نے ضمنی انتخابات میں پیپلز پارٹی کی دھاندلیوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ ان زبردست دھاندلیوں کو دیکھتے ہوئے انہیں الیکشن کی بجائے سلیکشن کہنا زیادہ موزوں ہوگا۔

بلوچستان کے سابق اور موجودہ گورنروں کے ان بیانات کے ساتھ صوبائی وزیر صحت میاں محمد حسن شاہ سے جمعیۃ علماء اسلام گوجرانوالہ کے کارکنوں کی گفتگو کی اس رپورٹ کا ذکر بھی نامناسب نہ ہوگا جو ترجمان اسلام کے اسی شمارہ میں شائع ہو رہی ہے۔

یہ تینوں حضرات نیپ جمعیۃ حکومت کی برطرفی کے بعد بلوچستان کی سیاسی حکمت عملی میں بھٹو صاحب کے شریک کار کی حیثیت رکھتے ہیں اور ان کی آراء و تاثرات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا - خان احمد یار خاں، اکبر خاں بگتی اور میاں محمد حسن شاہ کی ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے بلوچستان کی سیاسی صورت حال کا جو نقشہ سامنے آتا ہے - اسے ہم مختصراً یوں بیان کر سکتے ہیں کہ :-

(۱) بھٹو صاحب بلوچستان اسمبلی میں نیپ جمعیۃ پارلیمانی پارٹی کی اکثریت کو ختم کرنے میں ناکام رہے ہیں - اور اس کا اعتراف مری مذاکرات میں خود بھٹو صاحب بھی کر چکے ہیں۔

(۲) مری، مینگل، بزنجو اور بگتی قبائل کی جمہوری جد و جہد کو طاقت کے بے پناہ استعمال کے باوجود دبایا نہیں جا سکا، اور صوبہ کی غیر آئینی حکومت کو سنگینوں کے سائے کے بغیر اپنا وجود تک موہوم دکھائی دے رہا ہے۔

(۳) ارکان اسمبلی کو لالچ کے ذریعہ ورغلانے میں مکمل ناکامی کے بعد ان پر جھوٹے مقدمات چلا کر ان کی نشستوں کو جبراً خالی کیا جا رہا ہے - اکبر بگتی (جن کے دور میں یہ مقدمات قائم ہوئے تھے) کے اعترافِ حقیقت کے بعد ان مقدمات کے بے بنیاد ہونے میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی۔

(۴) جبراً سیٹیں خالی کرانے کے بعد جو انتخابات کرائے جا رہے ہیں، زبردست دھاندلیوں کے باعث ان کی حیثیت سلیکشن سے زیادہ کچھ نہیں۔

(۵) بھٹو صاحب بلوچستان کے سیاسی حل کے بارے میں بار بار وعدوں کے باوجود فیصلہ کا اعلان کرنے میں ٹال مٹول سے کام لے رہے ہیں اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ شاید انہیں اس فیصلہ کے لئے کسی "خاص وقت" کا انتظار ہے۔

بلوچستان کی اس صورت حال کا جب ہم ۱۹۷۱ء کے مشرقی پاکستان میں یحییٰ خاں کی حکمت عملی سے موازنہ کرتے ہیں تو ان دونوں میں امتیاز ہمارے لئے مشکل ہو جاتا ہے - اور ان کی حیرت انگیز مماثلت سے جنم لینے والا یہ کربناک تاثر بار بار ذہن کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے کہ ۱۹۷۱ء کا مشرقی پاکستان اور ۱۹۷۴ء کا بلوچستان کہیں کسی ایک ہی نازنین کی اٹکھیلیوں کا شکار تو نہیں؟

ذرا ۱۹۷۱ء کے مشرقی پاکستان کی تلخ یاد تھوڑی دیر کے لئے ذہن میں تازہ کیجئے۔ اُدھر تم اِدھر ہم کا نعرہ، اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کرنے والوں کی ٹانگیں توڑ دینے کا اعلان۔ عوام کے انتخابی فیصلہ کو مسترد کر کے فوجی حل کا اقدام، منتخب ارکان اسمبلی کی رکنیت ختم کر کے ضمنی انتخابات کے نام سے ریوڑیوں کی تقسیم، سیاسی حل سے بار بار انکار، فوجی طاقت کے اندھا دھند استعمال پر اصرار اور سلامتی کونسل میں سیاسی حل کی بحث کے موقع پر بھٹو صاحب کو کسی "خاص وقت" کا انتظار کیا ۱۹۷۱ء کا مشرقی پاکستان انہیں تلخ یادوں سے عبارت نہیں؟

ان تلخ یادوں کے ساتھ اب بلوچستان میں بھٹو صاحب کی حکمت عملی پہ ایک بار پھر نگاہ ڈال لیجئے اور سوچئے کہ آخر بلوچستان کو ۱۹۷۱ء کے مشرقی پاکستان کے نقش قدم پہ چلنے پر کیوں مجبور کیا جا رہا ہے

اس موقعہ پہ ہم بھٹو صاحب سے کچھ عرض کرنا تو لاحاصل سمجھتے ہیں، البتہ ملک کے سنجیدہ سیاسی حلقوں سے یہ ضرور گذارش کریں گے

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

تعلیمی پریس میں چھپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

مولانا قاری عبدالسمیع سرگودھا

حُبُّ الدُّنیا رَأسُ کُلِّ خَطِیئَۃٍ

اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ہی حقیقی راحت و عزت کا ذریعہ ہے

انسان ہمیشہ سے مال و دولت کو معاشرہ میں عزت و وقار کا ذریعہ سمجھتا رہا ہے اور جائز و ناجائز ذرائع سے دولت کو جمع کرنے کے لئے مصروف عمل رہا۔ اس سلسلہ میں اس نے حقداروں کے حقوق غصب کئے۔ غریبوں پر ظلم کیا۔ جور و ستم کے نئے نئے طریقے وضع کئے۔ غرضیکہ ہر وہ طریقہ اختیار کیا جس سے مال ملے اور دولت حاصل ہو تاکہ اسے اپنے گمان کے مطابق ماحول میں عزت دار سمجھا جائے۔ اور معاشرہ میں اسے نمایاں مقام ملے۔

مگر اسلام نے اصولی طور پر اس نظریہ ہی کو غلط قرار دیا کہ روپیہ پیسہ کا پاس ہونا حقیقی عزت کا ذریعہ ہے۔ قرآن پاک کی مقدس تعلیم نے آدمی کے لئے سچی عزت اور حقیقی وقار کی بنیاد صرف تقویٰ کو قرار دیا اور دنیا کی بے وقاری پیغمبر اسلام کی زبان فیض ترجمان سے یوں ظاہر فرمائی۔

"اگر دنیا کی وقعت اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک مچھر کے پر کے برابر ہوتی تو کافر کو ایک گھونٹ ٹھنڈے پانی کا بھی میسر نہ آتا"۔

اسلام اپنے ماننے والوں کے لئے مال و دولت کے انفاق فی سبیل اللہ کو حقیقی راحت و عزت کا ذریعہ قرار دیتا ہے اور بار بار مال کے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس کی رضامندی کے لئے خرچ کرنے کی ترغیب دیتا ہے اور بخل و کنجوسی کو ایک نہایت بری خصلت قرار دیتا ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"سخی اللہ کی رحمت کے قریب ہے۔ جنت کے قریب ہے۔ لوگوں کے قریب ہے اور دوزخ سے دور ہے۔ اور بخیل انسان خدا کی رحمت سے دور ہے۔ لوگوں سے دور ہے اور دوزخ کے قریب ہے"۔

حقیقت یہ ہے کہ ایک مسلمان اپنی محنت سے کمائی ہوئی دولت کو جب رضائے خداوندی کے لئے غریبوں پر خرچ کرتا ہے تو پوری فراوانی سے رحمت خداوندی اس کے اوپر سایہ فگن ہو جاتی ہے۔ کیونکہ حق جل شانہ کو معلوم ہے کہ ایک آدمی کو مال سے کس قدر محبت ہے اور کن مشکلات سے اس نے پیسہ حاصل کیا ہے پھر اس کے باوجود جب وہ اپنے ہاتھ سے دولت خدا کی راہ میں خرچ کرتا ہے تو رب العزت اس کی قدر افزائی فرماتے ہیں اور رحمت کے دروازے کھول دیتے ہیں۔

ایک اور حدیث شریف میں ارشاد فرمایا:۔

"روزانہ جب صبح کو آدمی اٹھتے ہیں ساتھ ہی دو فرشتے آسمان سے نازل ہوتے ہیں۔ ان میں ایک سخی کے حق میں ان الفاظ سے دعا کرتا ہے کہ اے اللہ تیری راہ میں غربا پر خرچ کرنے والے کو مزید عطا فرما۔ اور دوسرا بخیل کے بارے میں اس طرح بد دعا کرتا ہے کہ اے اللہ مال سنبھال کر رکھنے والے کو برباد کر"۔

اس سے اندازہ لگائیے کہ انفاق فی سبیل اللہ کس قدر خدا تعالیٰ کو محبوب ہے کہ ایک نوری فرشتہ کو ایسے شخص کے حق میں دعا کے لئے مامور فرمایا اور بخل کس طرح قابل نفرت ہے کہ رب کائنات نے فرشتہ کی زبانی اس کے حق میں بد دعا کہلوائی۔ درحقیقت مال اس قابل ہی نہیں کہ اسے محفوظ کر کے رکھ دیا جائے۔ اور اس پر سانپ بن کر پہرہ دیا جائے۔ بلکہ یہ تو خرچ کرنے کے واسطے ہی پیدا کیا گیا ہے۔ اسے اپنے ہاں سے دور کر کے اور دوسرے کے ہاتھ میں دے کر ہی زندگی کی ضروریات مہیا کی جاتی ہیں۔ دکاندار کو پیسہ دے کر ہی خوراک حاصل کی جا سکتی ہے اور پہننے کو کپڑا ملتا ہے بہرصورت جو بھی ذاتی یا اہل و عیال کی ضروریات ہیں، مال کو خرچ کر کے ہی حاصل ہوتی ہیں۔ اسی طرح آخرت کی کامرانی بھی مال کو خدا کی راہ میں صرف کرنے سے حاصل ہوتی ہے

ایک حدیث مبارک سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس دنیا کی لعنت کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ مال دار مال خرچ کرتے ہیں۔ ایک صحابی سے خطاب کرتے ہوئے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جب صاحب ثروت مالدار لوگ غریبوں پر اور دینی اور ملکی ضروریات پر خرچ کرنے سے ہاتھ کھینچ لیں اور بخل کو اپنی عادت بنا لیں تو ایسے میں قیامت کا انتظار کرو۔ دراصل اس بخل و کنجوسی نے سابقہ حکومتوں کو بھی ہلاکت و بربادی سے دوچار کیا اور آج بھی قوموں کی اجتماعی ذلت و رسوائی حب مال کے جذبہ کا نتیجہ ہے۔

چنانچہ ایک حدیث شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت جامع اور بلیغ انداز میں بخل کی قباحت بیان فرمائی۔ ارشاد فرمایا:۔

"بخیل سے بچو، اس لئے کہ اس بخل کی وجہ سے تم سے پہلی امتیں ہلاک ہو گئیں، اس مال و دولت کی محبت نے ان کو قاتل و خونریز بنایا اور اسی کی وجہ سے وہ لوگ ہر حرام کا ارتکاب کرتے رہے"۔

یعنی جب مال نے انہیں قتل پر آمادہ کیا اور وہ بے دریغ قتل کرتے رہے اور ڈاکہ زنی سے دولت جمع کرتے رہے اور خدا تعالیٰ کی حدود کو توڑتے رہے اور تمام ناجائز ذرائع سے مال حاصل کرتے رہے۔ جس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کا غضب ان پر نازل ہوا اور وہ لوگ برباد ہو گئے۔ اسی لئے حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

حب الدنیا راس کل خطیئة

ترجمہ:۔ "دنیا کی محبت اور اس سے دل لگانا تمام گناہوں کی جڑ اور بنیاد ہے"۔

اس محبت کی بنا پر ایک انسان اپنے عزیز و اقارب کو مجبور و معذور دیکھ کر بھی اس کی امداد نہیں کرتا، اور رشتہ کے خونی تعلق کو نظر انداز کر دیتا ہے۔

ایک غریب و نادار کو بھوک سے تڑپتا ہوا دیکھتا ہے۔ مگر محبت دنیا میں اندھا ہو جانے کی وجہ سے وہ ادھر توجہ بھی نہیں دیتا۔ اور دل پتھر سے بھی سخت ہو جاتا ہے۔ لہٰذا فلاکت زدہ بے بس و بے کس انسان کی حالت زار پر بھی اس کا دل نہیں پسیجتا۔ دنیا کا متوالا پوری قوم کو بربادی کے کنارے پر دیکھتا ہے۔ جبکہ اس کی دولت سے ملک کی طوفانِ مسائل میں گھری ہوئی ناؤ ساحل مراد پر پہنچ سکتی ہے۔ مگر مال و دولت کا پجاری اس دولت کو سینے سے لگائے رہتا ہے اور پوری ملت کو موت کی نیند سلا دیتا ہے۔ اور بالآخر خود بھی اس بربادی کا شکار ہو جاتا ہے۔ یہ محبت اس قدر مضبوط اور سخت ہوتی ہے کہ قرآن و حدیث کی مقدس تعلیمات کے مدارس اپنی علمی ضیا پاشی کے لئے اور مسلمانوں کے دلوں کو نور علم سے منور کرنے کے لئے دنیا دار کی توجہ کے منتظر ہیں۔ اور سرمایہ کی کمی کی وجہ سے یہ نورانی شمعیں چراغ سحری کی صورت اختیار کر چکی ہیں۔ مگر مال و دولت کا دلدادہ ہر طرف سے آنکھیں بند کئے سیم و زر کے بڑھانے کی تدبیریں سوچ رہا ہے۔

رب العزت ایسی حالت سے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر عمل کرنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔

حدیث شریف میں اپنا اسوۂ مبارکہ کا ذکر کرتے ہوئے امام الانبیاء علیہ السلام نے فرمایا:۔

ترجمہ:۔ "اگر میرے پاس احد پہاڑ جتنا سونا موجود ہو تو مجھے ہرگز گوارا نہیں کہ تین روز تک بھی میرے پاس اس میں سے کوئی چیز باقی رہے ہاں اگر مجھ پر کوئی قرض ہو تو اس کی ادائیگی کے لئے کچھ میرے پاس بچ جائے تو ادائیگی تک پاس رکھنا گوارا ہے

اللہ اللہ! پیغمبر تو سیم و زر، مال و دولت سے اس قدر نفرت رکھے مگر امت مال کی اس قدر دلدادہ کہ نہ اسلام کی تعلیم کی ضرورت کا خیال اور نہ دیگر اہل حق کے حقوق کی طرف توجہ۔ اللہ تبارک و تعالیٰ انفاق فی سبیل کی توفیق سے نوازے اور اس طرح دنیا و آخرت میں سرفرازی سے ہمکنار فرمائے۔ آمین!

محمد سعید الرحمٰن علوی کے قلم سے

اسلامی مشاورتی کونسل

اسلام کو سیاست کی بھینٹ نہ چڑھاؤ

ہماری بدنصیبی کی حد ہے کہ ہزاروں مسلمان مردوں اور عورتوں کی جان وعصمت کی قربانی کے بعد معرض وجود میں آنے والی مملکت پاکستان میں اس کے اساسی نظریہ "اسلام" سے وہ ناروا سلوک کیا گیا کہ توبہ بھلی۔

چاہیئے تو یہ تھا کہ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کے فوراً بعد اسلام کو مملکت کا سرکاری مذہب قرار دے کر قرآن وسنت کی روشنی میں آئین فوری مرتب کر کے نظم حکومت چلایا جاتا، لیکن بدقسمتی سے ایسا نہ ہوا بلکہ پہلی نامزد اسمبلی میں ملک کی سب سے بڑی منتخب شخصیت نے جن خیالات کا اظہار کیا۔ وہ افسوسناک حد تک اسلام واسلامیت کی نفی کے برابر تھے (تفصیل منیر انکوائری رپورٹ میں ملاحظہ فرمائیں) بعد ازاں ملت کی اشک شوئی کے لئے ایک عدد "قرار داد مقاصد" تو منظور ہو گئی۔ لیکن اس کو مشعل راہ نہ بنایا گیا بلکہ علماء کے اختلاف وانشقاق کی فرضی ولایعنی داستان کا سہارا لیکر آئینی مسئلہ کو سرد خانہ میں ڈالنے کی نامشکور سعی کی گئی۔ اس عامیانہ اور سفیہانہ انداز فکر کا جواب علماء کے وہ "۲۲ نکات" تھے۔ جنہوں نے حکمران طبقہ کی کج روی کو عبرتناک شکست دے کر آیندہ کے لئے اس کا منہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا لیکن علماء کے اس عظیم کارنامہ کے بعد بھی حکمران طبقہ نے قرآن و سنت کی بنیاد پر آئین بنانے کی ملی ذمہ داریاں پوری نہ کیں حتیٰ کہ پاکستان کے اساسی نظریات سے الگ تھلگ رہ کر اپنے "ذہن وفکر" کے مطابق بھی آئین نہ بنایا اور اگر کبھی ایسی کوشش ہوئی تو اسے کبھی غلام محمد جیسے نوکر شاہی کے نمایندوں نے اور کبھی سکندر مرزا، ایوب اور یحییٰ جیسے سازشیوں نے پروان نہ چڑھنے دیا۔ اور سب سے بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ ان حرکات شنیعہ کے مرتکب افراد کے خلاف اگر کسی نے انصاف کی آواز دی تو انصاف کی کرسی پر براجمان لوگوں کے ایک طبقہ نے بھی اپنی ذمہ داریاں محسوس نہ کیں۔ اس سلسلہ میں جسٹس منیر کا نام "عدل وانصاف" کا خون کرنے والوں میں سرفہرست ہے

ان آئینی دھاندلیوں کا یہاں بیان کرنا مقصود نہ تھا محض برسبیل تذکرہ چند الفاظ صفحۂ قرطاس پر منتقل ہو گئے اصل میں اسلام کے معاملہ میں یاران اقتدار کے انداز فکر پر بحث ہو رہی تھی۔ ابتدائی کرتوت تو آپ نے اوپر ملاحظہ فرمائیں اس کے بعد ایک اور کوشش ہوئی۔ جو آئین ۱۹۵۶ء کے نام سے مشہور ہے جس کی تدوین و ترتیب کے سلسلہ میں چودھری محمد علی صاحب کا نام لیا جاتا ہے اور جس کے متعلق ہمارے ملک کے نام نہاد اسلام پسند نہ کہ پابند لوگوں نے بڑا شور مچایا اور خلافت راشدہ کے بعد اسے خدمت اسلام کی سب سے بڑی اور سنجیدہ کوشش قرار دیا۔ لیکن اس سب سے بڑی خدمت اسلام کی حقیقت وواقعیت کا اندازہ اس کمیشن کی رپورٹ سے لگایا جا سکتا ہے جو جمعیۃ علماء اسلام نے مفکر ملت مفتی محمود کی قیادت میں قائم کیا تھا اور جس میں حضرت العلام مولانا شمس الحق افغانی اور علامہ خالد محمود جیسے فاضل بزرگ رکن کے طور پر شامل تھے۔ بعد ازاں جب ایوب خاں نے بنیادی جمہوریتوں کے فلک بوس محل میں براجمان ہو کر آئین کا تحفہ قوم کو دیا تو اس آئین میں اسلام کے ساتھ . . . . . جو سلوک کیا گیا تھا۔ اس کا اندازہ اس رسوائے زمانہ ترمیم سے ہو سکتا ہے۔ جس کے ذریعے مذہب تبدیل کرنے کی کھلی چھٹی دی گئی تھی اور جس کی مخالفت سوائے حضرت مولانا مفتی محمود اور کسی نے نہ کی تھی۔ حتیٰ کہ دو قومی نظریہ کے علمبرداروں اور نام نہاد اسلام پسندوں تک نے ایوبی ہاں میں ہاں ملائی۔

ایوب صاحب نے اس ترمیم کے علاوہ اسلام پر دوسرا جو احسان کیا وہ تھا اسلامی مشاورتی کونسل کا قیام۔ جو ملکی قوانین کو کتاب وسنت کے ہم آہنگ بنانے کا فرض سرانجام دیتی۔ لیکن اس کونسل میں علامہ علاؤالدین صدیقی جیسے لوگ موجود تھے۔ جو ربوہ کے سٹیج پر جانے میں بھی نہ ہچکچاتے تھے۔ اور ایک صدیقی صاحب پر ہی کیا منحصر ہے۔ یہ خانہ ہمہ آفتاب کے مصداق تھا۔ اس کونسل میں اس دور میں ملک کے خزانہ عامرہ سے لاکھوں روپیہ خرچ کیا گیا۔ لیکن کوئی بتا سکتا ہے کہ اس کونسل نے کیا خدمات انجام دیں۔ اس کا جواب صفر میں ہے۔

ایوب صاحب کا آئین جس بے آئین طریق سے آیا تھا اسی طریق سے رخصت ہو گیا۔ اس رخصتی کے بعد یحییٰ خاں کی محفل عیش ونشاط جمی رہی تاہم یہ حقیقت اپنی جگہ مسلم ہے کہ یحییٰ خاں نے ہزار خرابیوں کے باوصف عام انتخابات کی طرح ڈال کر ایک اچھی مثال قائم کی۔ کاش کہ وہ اس مثال کو دیرپا اور مستحکم بنانے کے لئے اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرتے اور اکثریتی پارٹی اور اس کے لیڈر کو اعتماد میں لیکر ملک کے مستقبل کو محفوظ کرتے۔ لیکن یحییٰ صاحب مضبوط مرکز کے علمبردار "مرد بحران" اور "ادھر ہم ادھر تم" کا نعرہ لگانے والے اقتدار کے زبردست خواہشمند شہزادے کے گھیراؤ کا ایسے شکار ہوئے کہ جبر وتشدد کا ہر حربہ اختیار کرنے کے باوجود وہ ملک کی وحدت برقرار نہ رکھ سکے۔

ملک دولخت ہو گیا تو نئے پاکستان کے ناخدا کی حیثیت سے پاکستان کی اکثریتی پارٹی کے لیڈر جناب بھٹو عوامی چیف مارشل لا ایڈمنسٹریٹر کے طور پر سامنے آئے۔ بھٹو صاحب نے عبوری آئین کی راہ سے گذر کر مستقل آئین کی تدوین کے لئے ایک ۲۵ رکنی کمیٹی بنائی۔ جس میں اکثریت کو بہرحال ان کے برخورداروں کی تھی۔ یہ درست کہ اس میں حضرت مفتی محمود، شاہ احمد نورانی اور امیر زادہ خاں جیسے سخت جان لوگ موجود تھے۔ جن کی اصابت رائے کے سامنے کسی "عوامی" کی دال نہیں گلتی تھی۔ لیکن بدقسمتی سے زمانہ جونکہ گننے کا ہے تولنے کا نہیں۔ اس لئے بہت سے موڑ ایسے آئے۔ جہاں عددی اقلیت کے باعث ارباب صدق وصفا کو ظاہری شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ تاہم قدرت نے ایسے اسباب مہیا کر دیئے کہ بعض اہم باتیں شامل آئین ہو جائیں۔ چنانچہ مملکت کا سرکاری مذہب اسلام قرار دے دیا گیا۔ اور صدر و وزیر اعظم کے مسلمان ہونے کی شرط کے ساتھ "مسلم" کی واضح تعریف بصورت حلف نامہ تسلیم کرنی پڑی۔ اس کے ساتھ ہی ایک تیرہ رکنی مشاورتی کونسل بنانے کا فیصلہ ہوا۔ جو مستند اور جید اہل علم پر مشتمل ہو گی۔ اور سات سال میں تمام قوانین کو اسلامی جامہ پہنائے گی۔

حضرت مولانا مفتی محمود نے متعدد مواقع پر فرمایا کہ اگر کوئی "صحیح" آدمی اس آئین کو چلانے والا ہو تو اسلامیت کے تقاضے بہت حد تک پورے ہو سکتے ہیں۔ اور اس سلسلہ میں آپ نے مشاورتی کونسل کو بنیاد قرار دیا۔ آپ کا کہنا یہ ہے کہ اگر دیانتداری کے ساتھ فقیہہ النفس علماء جو ہر قسم کی ترغیب وتحریص سے ماوراء ہو کر اپنا فریضہ سرانجام دیں انہیں ممبر نامزد کیا جائے اور اسمبلی ان کی رپورٹوں کو ملی ذمہ داری سمجھ کر تسلیم کرے تو معاملہ حل ہو جائے گا۔

لیکن رپورٹیں تو مرتب ہوں گی جب ہونگی اور پھر اسمبلی کیا طرز عمل اختیار کرے گی۔ یہ بعد کی بات ہے، افسوس تو اس کا ہے کہ دو چار دن پہلے اخبارات میں اس کونسل کے سلسلہ میں جس گروپ کا اعلان کیا گیا ہے۔ اس نے ملت اسلامیہ کے جذبات ملی ودینی کا جو خون کیا ہے کہ الاماں۔ کتنی ستم ظریفی ہے کہ ہمارے یہاں ہر مسئلہ میں سیاسی اغراض کو اولیت دی جاتی ہے۔ یہاں کوئی کام کرنے سے پہلے یہ دیکھا جاتا ہے کہ اس سے میری پارٹی کو کیا فائدہ پہنچے گا۔ آج کے دور میں آپ اپنے ملک کے کسی شعبہ کا جائزہ لیں آپ کو ہر جگہ کتاب بدست بچگان والی بات نظر آئے گی۔

یار لوگ ترنگ میں آ کر سٹیج پر اداکاری کرتے کرتے کسی آوارہ گرد کو جس کرسی پر چاہیں بٹھا دیتے ہیں۔ عام طور پر عزل ونصب میں یہی روش جاری ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس طرح سنجیدگی ومتانت برقرار نہیں رہ سکتی۔ اور اگر کسی مرحلہ پر عوامی سٹیج استعمال نہیں بھی کیا جاتا۔ تب بھی افسوسناک حد تک کج روی سے کام لیا جاتا ہے۔

قوانین ملک کو قرآن وسنت کے سانچہ میں ڈھالنے کے لئے اسلامی مشاورتی کونسل بنائی جاتی ہے۔ لیکن اس میں صرف دو "عالم" ہیں اور ان کا بدقسمتی سے یہ حال ہے کہ ایک عام طور پر واعظ وخطیب کی حیثیت سے معروف ہے

تو دوسرا محض استاذ حدیث کی حیثیت سے۔ اور ظاہر ہے کہ خطیب یا استاذ حدیث ہونا اسلامی مشاورتی کونسل کے ممبر بننے کے لئے کافی نہیں۔

اور ان دو کے علاوہ جہاں تک باقی حضرات کا تعلق ہے ان میں سے بعض رومن لاء کی پیچیدگیوں سے یقیناً آگاہ ہونگے اور بعض کالج وسکول کے نظم یا اسی طرح کے دوسرے کام کے بلاشبہ آگاہ ہونگے۔ لیکن گستاخی معاف وہ "اسلام" کے معاملہ میں رائے زنی کے اہل نہیں ہیں۔ آخر یہ کونسا طریقہ ہے کہ "ہر کسے را بہر کارے ساختند" کے فطری اصول کو بالائے طاق رکھ کر ہر موقعہ پر اپنے، پرائے کا امتیاز روا رکھا جائے۔ اور اگر یہ امتیاز رکھنا ناگزیر ہی ہے تو پھر اس قسم کے کھڑاگ ہی نہ رچائے جائیں۔ آخر یہ ڈھونگ رچا کر غریب عوام کے خون پسینہ کی کمائی کو بے دریغ خرچ کرنا کہاں تک "عوام دوستی" کے زمرہ میں آتا ہے۔

کیا اس ملک میں فقہ اسلامی کے ماہر ارباب علم موجود نہیں جو محض بھرتی پر اکتفا کیا گیا ہے؟ ممکن ہے بعض حضرات کے متعلق یہ ذہن ہو کہ وہ ہمارے سیاسی حریف ہیں۔ اگرچہ یہ کہنا اور اس منفی انداز میں سوچنا پرلے درجہ کی احمقانہ جسارت ہوگی، لیکن اس ارشاد گرامی کو ہم مان کر عرض کریں گے کہ ان سیاسی حریفوں کو نہ سہی ان ہی کو لے لو جو بلاشبہ ماہر اسرار دین اور فقیہہ النفس بھی ہیں اور سیاسی حریف بھی نہیں۔ اس ملک میں ایسے بزرگ علماء کی کمی نہیں جو دور حاضر کے سیاسی بکھیڑوں سے الگ تھلگ رہنے ہی میں عافیت سمجھتے ہیں۔ لیکن ان کی دینی صلابت، علمی پختگی، اصابت رائے اور حذاقت فن کا ایک زمانہ معترف ہے۔

اگر حکومت اسلام کو سٹیٹ کا سرکاری مذہب قرار دینے سے لیکر اسلامی مشاورتی کونسل کے قیام تک میں مخلص ہے اور اس نے یہ دفعات محض "زیب طاق" کے لئے آئین میں نہیں رکھیں تو اسے اس نوساختہ مشاورتی کونسل کا مکمل ڈھانچہ تبدیل کر کے اپنے اخلاص کا مظاہرہ کرنا چاہیئے، ورنہ ملک کا سواد اعظم یہ سوچنے پر مجبور ہوگا کہ جس طرح لیگ کا نعرہ "لا الٰہ الا اللہ" واقعات و حقائق کی روشنی میں فریب ثابت ہوا ہے۔ اسی طرح پی، پی، پی کا نعرہ "اسلام ہمارا دین ہے" بھی عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی ایک شعوری یا غیر شعوری حرکت ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس قسم کی حرکات کسی بھی مقتدر کے اقتدار کو استحکام و دوام نہیں بخش سکتیں بلکہ اقتدار کا سنگھاسن بہت جلد ڈانواں ڈول ہو کر رہ جاتا ہے۔ کیا ہمارے حکمران ماضی کی داستان ہائے عبرت سے سبق حاصل کرینگے؟

ایجنٹ حضرات متوجہ ہوں!

ماہ فروری کے بل آپ کی خدمت میں بھیج دیئے گئے۔ لہٰذا بمعہ بقایاجات جلد از جلد ادا کریں۔

"لاکھوں میں ایک"

روزنامہ "مساوات" میں دلاور فگار نامی کسی صاحب کی ایک نظم نظر سے گذری جو مفتی محمود صاحب کے خلاف واقعات و حقائق کے برعکس الزامات پر مشتمل ہے۔ اس کے جواب میں مندرجہ ذیل اشعار سپرد قلم کئے گئے — اکرام القادری

ظلم سے برسرِ پیکار ہیں مفتی محمود
بادہ نوشوں کے لئے خار ہیں مفتی محمود

تم کو کیوں آئیں پسند مفتیٔ محمود بھلا — پینے والوں سے جو بیزار ہیں مفتی محمود
یاد ہوگا تمہیں انجامِ الیکشن تو ضرور — مفتی محمود نے توڑا تھا سرِ کبر و غرور
یاد آتی تو تمہیں ہوگی شکستِ ڈیرہ — شرم ہوتی تو دکھاتے نہ کبھی تم چہرہ
موقعہ تم نے ہی فراہم کیا بھارت کیلئے — ملک دو نیم کیا تم نے وزارت کے لئے
دورِ جمہور کے آثار عیاں ہو تو گئے — میکدے والوں کے کردار عیاں ہو تو گئے
ہر طرف عدل و مساوات رواں ہو تو گئے — آپ کے دور میں بوڑھے بھی جواں ہو تو گئے
انتخابات جو ہونے تھے یہاں ہو تو گئے — روٹی کپڑا و مکانوں پہ مکاں ہو تو گئے
جشن پہلے بھی مناتے ہی رہے ہو تم لوگ — ناچتے اور نچاتے ہی رہے ہو تم لوگ
جشن میں بھی اگر ہو جائے ورودِ مسعود — لاکھوں میں ایک مسلماں ہیں مفتی محمود
تم کو معلوم تو ہے کیا ہے؟ مقامِ محمود — ہر طرف گونجتا ہے ملک میں نامِ محمود
مفتی محمود کی شہرت کا نہیں کوئی جواب — سینے شق غم سے حریفوں کے جگر مثلِ کباب
ہسٹری اپنے کو آئندہ بھی دہرائیگی — حسبِ سابق تمہیں مفتی سے شکست آئیگی
مفتی محمود کی نظروں میں وزارت کیا ہے؟ — ملک دے کر جو ملی ہو وہ صدارت کیا ہے
یاد ہوگا تمہیں ٹھکرائی وزارت کس نے — اور منوائی اصولوں کی صداقت کس نے
مفتی محمود تو اب بھی ہیں بصد جاہ و حشم — جاہ و حشمت کے طلبگاروں کے سر اب بھی ہیں خم

تم نے سمجھا تھا کہ یہ بھی کوئی معافی خواں ہیں
یہ نہ سوچا تھا کہ محمود قلندر شاں ہیں

ڈاکٹر احمد حسین کمال، جمعیۃ اکاڈمی سی ۱۵۳
کورنگی ۶ ـ کراچی ۳۱

خوانندگانِ محترم!

ترجمانِ اسلام کے صفحات پر آپ عرصے سے میرے ناچیز خیالات پڑھتے چلے آرہے ہیں۔

یہ خیالات میں نے اکثر و بیشتر شذرات، مقالات، مضامین اور اداریوں کی صورت میں پیش کئے ہیں۔

لیکن اب میں اپنا اسلوب بدل رہا ہوں، اور آپ سے براہِ راست گفتگو کا اسلوب اختیار کر رہا ہوں اور اس اسلوب میں گاہے بگاہے ملکی اور عالمی سیاست کے بارے میں اپنے حقیر تاثرات آپ کی خدمت میں پیش کرتا رہوں گا۔

میں سمجھتا ہوں کہ ابھی تو آپ لاہور میں منعقدہ "اسلامی سربراہ کانفرنس" کے غلغلوں اور ہنگاموں کی بازگشت میں منہمک ہوں گے۔

اور ملک اور ملک سے باہر اس دوران کیا کچھ ہوتا رہا۔ اس طرف توجہ دینے کی آپ کو فرصت ہی کم ملی ہوگی۔

ہمارے ملک کے اخبارات اور پبلسٹی کے اداروں ریڈیو اور ٹیلی ویژن وغیرہ نے جس تسلسل اور شدت کے ساتھ "اسلامی سربراہ کانفرنس" کے انعقاد سے ہفتوں قبل، انعقاد کے دوران اور اب انعقاد کے بعد کانفرنس کا پروپیگنڈا جاری رکھا۔ اس نے پاکستان کے عوام کو بہت سے تلخ پہلوؤں کی طرف متوجہ کرنے سے محفوظ کر دیا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ ہم جیسی ستم رسیدہ ملت کے لئے اگر کبھی خوش فہمیوں کے چند طویل مرحلے آ جایا کریں تو کرب و اضطراب کا وقتی مداوا ہی ہو جایا کرے۔

قارئینِ محترم! یقیناً مسلم سربراہوں کی اس کانفرنس کو آپ نے بھی میری طرح خوش آمدید کہا ہوگا۔

میرے نزدیک تو کانفرنس کی سب سے بڑی اور اولین کامیابی اس کا انعقاد ہے۔

اس کانفرنس کی دوسری بڑی کامیابی ہمارے وزیر اعظم محترم بھٹو صاحب کی پوزیشن کا استحکام و تحفظ ہے کہ اس کانفرنس کے پیش منظر میں انہوں نے بڑی آسانی کے ساتھ بنگلہ دیش کو تسلیم کر لیا اور بڑی حد تک ان سیاسی حملوں سے محفوظ ہو گئے، جو کانفرنس کے پس منظر کی عدم موجودگی میں بنگلہ دیش تسلیم کرنے پر ہر چہار طرف سے ان پر ہو سکتے تھے۔

صحیح بات یہ ہے کہ وہ اپنی پارٹی کے پنجاب کے ارکان کے اختلاف کے خطرے سے نکل گئے۔ جو ابھی تک بنگلہ دیش تسلیم کرنے پر اس لئے راضی نہیں ہو رہے تھے کہ پنجاب کی رائے عامہ میں اس کا شدید ردعمل ہو سکتا تھا

اب جبکہ پنجاب کے مسلمان اسلامی اتحاد کی خوش آیند امیدوں میں سرشار ہو گئے ہیں، بھٹو صاحب اور ان کی پارٹی کے لئے بنگلہ دیش تسلیم کر ڈالنا نہایت آسان ہو گیا سو حضرات! یہ مرحلہ بھی بخیر و خوبی ختم ہوا، اور اب یہ پروپیگنڈا جاری ہے کہ بنگلہ دیش کا تسلیم کرنا، پاکستان کے حق میں بھی اور اسلامی اتحاد کے لئے بھی نہایت ضروری تھا، اور یہ صحیح قدم اٹھایا گیا ہے۔

قارئین! میں اور آپ میں سے بہت سے حضرات ابتداء سے ہی بنگلہ دیش کو تسلیم کرنے کی ضرورت مانتے چلے آرہے ہیں۔ کاش یہ پہلے ہو جاتا تو لاکھوں انسان ان مصائب سے بچ جاتے، جن سے وہ گذشتہ دو سال سے دوچار ہوتے چلے آرہے ہیں۔

کانفرنس کی تیسری بڑی کامیابی کیا ہے؟ اور مزید کامیابیاں کیا ہوئی ہیں؟

ابھی تک ان کا پتہ نہیں چل سکا ہے۔ شاید آئندہ چل کر آپ کو اور ہمیں معلوم ہو جائے۔

ورنہ پاکستان کی تاریخ میں شروع سے آخر تک، ایسے بے شمار اہم واقعات پیش آتے رہے ہیں۔ جن کی اصل حقیقت کا ابھی تک کسی کو کچھ پتہ نہیں ہے۔

اور مستزاد یہ کہ ہر واقعہ کے بارے میں ہم جیسے جاہل عوام کو یہی بتایا جاتا رہا ہے کہ یہ واقعہ اور اقدام پاکستان اور اسلام دونوں کے حق میں نہایت مفید، نہیں بلکہ انقلابی ہے، اور نہایت کامیاب رہا ہے۔

قارئینِ محترم!

گذشتہ دو سو سال کی سیاسی تاریخ کے تلخ ترین آخری نتائج نے مجھ جیسے بے مایہ شخص کو، اس درجہ خوفزدہ کر دیا ہے کہ جب بھی کوئی واقعہ اسلام کے بلند بانگ عنوان کے ساتھ سامنے آتا ہے تو میں کانپ جاتا ہوں۔

اس لئے کہ بعد میں اس کے جو تلخ نتائج یا مابعد واقعات رونما ہوئے ہیں۔ ان سے تمام امیدیں پاش پاش ہوتی رہی ہیں۔

دیکھئے۔ گذشتہ اسلامی کانفرنس رباط (مراقش) میں منعقد ہوئی تھی۔ اور اس وقت کے اپنے صدر جنرل یحییٰ خاں بڑے طمطراق سے اس کانفرنس میں شامل ہوئے اور بڑے دھڑلے کے ساتھ ہندوستان کے مدعو نمایندگان کو کانفرنس میں حصہ لینے سے نکلوا دینے میں کامیاب بھی ہوئے۔

مگر اس کے بعد کیا ہوا؟

یہ تو آپ کے سامنے ہے۔

پاکستان نے ہندوستان سے فوجی شکست کھائی

ملک دو ٹکڑے ہوا۔

بنگلہ دیش بنا۔

اسلام کے نام سے مسلمان ملت کی فریب خوردگی کی کہانی بڑی طویل ہے۔ ہمارے ملک میں انگریز اور اس کے پروردوں نے اسلام کے نام سے جو گل کھلائے ہیں، وہ برصغیر کی اسلامی تاریخ کا سب سے بڑا المناک باب ہے۔ حتیٰ کہ یہاں اسلام کے نام سے ایک جعلی نبوت اور نقلی امت تک وجود میں لے آئی گئی۔ اسلام کے نام پر سیاسی فریب دہی اور فریب خوردگی کی تو ایک طویل فہرست ہے خدا کرے کہ حالیہ اسلامی کانفرنس مسلمان ملت کے روشن مستقبل کا نقطۂ آغاز ہو۔

اچھا! خوانندگانِ محترم! رخصت!! اب تو اتنا ہی کافی ہے۔ آئندہ نشست میں جب حاضر ہوں گا تو کچھ اور باتوں کا تذکرہ بھی کروں گا۔

اس وقت تک شاید آپ بھی اسلامی کانفرنس کے انعقاد کی مابعد سرشاریوں سے فارغ ہو چکے ہوں گے۔

والسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

باتیں میاں محمد حسن شاہ کی



مینگل بڑا زور آور ہے

۵ مارچ کا قصہ ہے کہ راقم الحروف کو محترم جناب علامہ محمد احمد صاحب لدھیانوی جنرل سیکرٹری متحدہ جمہوری محاذ گوجرانوالہ، جناب قاری محمد یوسف عثمانی نائب امیر جمعیۃ شہر گوجرانوالہ اور جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب مبلغ جمعیۃ ضلع گوجرانوالہ کی معیت میں جمعیۃ کے علاقائی تربیتی کنونشن کے لئے فیصلز ہوٹل جی ٹی روڈ گوجرانوالہ کے ہال کی بکنگ کی غرض سے ہوٹل جانے کا اتفاق ہوا۔ ہوٹل کے صدر دروازہ پر سیاہ رنگ کی ایک لمبی سی کار اور اس پر قومی پرچم دیکھ کر خیال ہوا کہ شاید اندر کوئی عوامی وزیر ہوٹل کو شرف قدوم سے نوازنے تشریف لائے ہیں۔ ہم ہوٹل کے اندر داخل ہوئے تو دیکھا کہ بلوچستان کے "عوامی مولانا" اور وزیر صحت حضرت مولانا میاں محمد حسن شاہ صاحب دامت وزارتہم اپنے ڈرائیور اور ایک نوعمر بچے کی معیت میں تشریف فرما ہیں اور کھانا تناول فرما رہے ہیں۔ ہم کھانے میں خلل اندازی ناپسند کرتے ہوئے ہال کی بکنگ کے سلسلہ میں منیجر سے گفتگو کے بعد ایک طرف بیٹھ گئے کہ اختلاف اپنے مقام پر سہی جلوہ تو لیں، آخر مہمان ہیں۔

میاں صاحب کھانے سے فارغ ہوئے تو ہم لوگ قریب آ گئے۔ مصافحہ اور سلام و علیک بعد ہم نے چائے کی دعوت دے دی۔ جو انہوں نے کچھ تامل کے بعد قبول فرما لی۔ ظہر کی نماز کا وقت ہو چکا تھا۔ میاں صاحب نے چائے سے قبل وضو کر لیا اور ہوٹل والوں نے نماز کے لئے مصلیٰ کا انتظام بھی کر دیا۔ وضو کے بعد میاں صاحب چائے کی میز پر تشریف لائے تو علامہ محمد احمد صاحب لدھیانوی نے بلوچستان کی صورت حال کے بارے میں ایک سوال کے ساتھ گفتگو کا آغاز کر دیا۔ یہ سوال بلوچستان میں امن و امان کی صورت حال کے بارے میں تھا۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ بلوچستان میں امن و امان کی صورت حال "قابو" میں تو ہے مگر فوج کے زور سے۔ فوج کی تعداد میاں صاحب نے پہلے چار ڈویژن اور پھر سات ڈویژن بتائی اور کہا کہ اسی وجہ سے کچھ امن و امان ہے، ورنہ مری، مینگل اور بزنجو بڑے تیز قبیلے ہیں۔ ان کو قابو کرنا مشکل ہے۔

علامہ صاحب نے پہلے سوال کا جواب ختم ہونے سے قبل ہی دوسرا سوال جڑ دیا جو یہ تھا کہ عطاء اللہ خاں مینگل، غوث بخش بزنجو اور خیر بخش مری کو کیوں گرفتار کیا گیا ہے؟ میاں صاحب نے بتایا کہ انہوں نے خود جیل پسند کیا۔ ہم نے تو ان سے کہا تھا کہ آؤ ہمارے ساتھ مل کر مخلوط حکومت بنا لو، مگر مینگل نے کہا کہ اسمبلی میں ہماری اکثریت ہے اس لئے ہم حکومت بنائیں گے ورنہ پہاڑوں میں رہ کر لڑیں گے۔

اب اس کے بعد انہیں گرفتار کرنے پر ہم مجبور تھے۔ ویسے مینگل بہت بہادر اور زور آور ہے۔ وہ کسی سے نہیں ڈرتا۔ وہ تو جیل میں بھی خوش ہے۔ جیل کو جیل نہیں سمجھتا۔ اور کہتا ہے کہ مجھے یہاں کوئی تکلیف نہیں۔ یہ اس کی بہادری ہے۔ ورنہ اتنا لڑائی اور کون کر سکتا ہے

میاں صاحب نے بڑی احتیاط سے گفتگو کرنے کی سعی فرمائی۔ مگر آخر سچی بات تھی جس کو وہ چھپا نہ سکے۔ اور عطاء اللہ مینگل کو خراج تحسین پیش کئے بغیر نہ رہ سکے

اس کے بعد قاری محمد یوسف صاحب نے سوال کر دیا کہ حضرت سنا تھا کہ بلوچستان میں دو ماہ میں شریعت نافذ ہو گی۔ اس کا کیا بنا اور کب بلوچستان میں شرعی نظام کے نفاذ کی توقع ہے؟ میاں صاحب نے فرمایا کہ ابھی حالات قابو میں نہیں، ہنگامی صورت حال ہے۔ اس لئے سردست کچھ نہیں ہو سکتا۔ ہم جلدی اس کے لئے کوشش کریں گے اور کوثر نیازی صاحب نے ہم سے شریعت کا وعدہ کر لیا ہے،

میاں صاحب نے یہ عذر تو کر دیا۔ مگر انہیں یہ یاد نہ رہا کہ اس مجلس میں وہ نیپ جمعیۃ حکومت پر اسلامی اصلاحات نافذ نہ کرنے کی وجہ سے بے دینی کا فتویٰ دے چکے ہیں

خیر میاں صاحب نیپ جمعیۃ حکومت پر اعتراض اور اپنی حکومت کی طرف سے عذر پیش کرنے سے فارغ ہوئے تو میں نے سوال کر دیا کہ حضرت یہ ارشاد فرمایئے کہ جمعیۃ کی مرکزی قیادت سے آپ کا کیا جھگڑا ہے؟ میاں صاحب فرمانے لگے کہ مفتی صاحب کسی کی بات نہیں مانتے۔ میں نے عرض کیا کہ مفتی صاحب تو شوریٰ کی بات کرتے ہیں، آپ کو بھی شوریٰ کی بات کرنی چاہیئے۔ مگر اس سوال کا ان کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔

اتنے میں علامہ محمد احمد صاحب نے پھر تازہ دم ہو کر سوال وارد کر دیا کہ حضرت آپ مینگل حکومت پر تو اعتراض کرتے ہیں کہ اس نے شراب پر پابندی نہیں لگائی، تو کیا آپ کی حکومت نے شراب بند کر دی؟ میاں صاحب نے فرمایا۔ بھئی ابھی تو قصہ ڈانواں ڈول ہے۔ میں نے "اس" سے کہا تھا۔ مگر "اس" نے کہا کہ ہمیں تو یہ بھی پتہ نہیں کہ شام تک ہماری وزارت رہتی ہے یا نہیں، اس لئے ہم کیا کر سکتے ہیں۔ اس وقت حالات درست نہیں۔ جب درست ہونگے اور مینگل سے بات ہو جائیگی تو پھر ہم سب کچھ کریں گے۔

یہ باتیں جاری تھیں کہ شاید جیپ جس نے میاں صاحب کو خبردار کر دیا۔ چنانچہ وہ نماز ادا کئے بغیر عجلت میں گاڑی پر سوار ہو کر عازم لاہور ہو گئے اور ہم خوش تھے کہ دس روپے کی چائے میں میاں صاحب سے نیاز بھی حاصل ہو گئے اور "راز" بھی۔

دار العلوم تعلیم القرآن باغ کا بارھواں سالانہ اجلاس

دار العلوم باغ کا دو روزہ عظیم الشان سالانہ اجلاس بتاریخ ۵، ۶ رمئی ۱۹۷۴ء بمطابق ۱۳، ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۹۴ھ بروز اتوار، سوموار دار العلوم کے وسیع میدان میں منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں پاکستان و آزاد کشمیر کے جید علماء کرام تشریف لا رہے ہیں۔

متوقع شرکاء کے اسمائے گرامی

۱۔ خطیب اسلام حضرت مولانا عبد المجید شاہ صاحب ندیم ڈیرہ غازی خاں۔
۲۔ فاضل نوجوان حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب ایڈیٹر ترجمان اسلام لاہور
۳۔ یادگار سلف حضرت مولانا میر عالم صاحب باغ۔
۴۔ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب شیخ الحدیث دار العلوم پلندری۔
۵۔ حضرت مولانا الحاج عبد العزیز خان صاحب تھوراڑوی۔
۶۔ حضرت مولانا عبد المتین صاحب مفتی پونچھ۔
۷۔ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب مظفر آباد
۸۔ حضرت مولانا محمد یونس صاحب خطیب الجامع ہجیرہ
۹۔ حضرت مولانا فضل کریم صاحب مظفر آباد
۱۰۔ حضرت مولانا بشیر احمد صاحب تحصیل مفتی باغ
۱۱۔ حضرت مولانا امیر زمان خاں صاحب باغ۔

ضلع لاہور جمعیۃ کا اجلاس

جمعیۃ علماء اسلام ضلع لاہور کے کارکنوں کا ایک اجلاس امیر ضلعی جمعیۃ ڈاکٹر عبد الرشید صاحب کی قیامگاہ پر باغبانپورہ میں منعقد ہوا۔ اجلاس کی صدارت جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم نے فرمائی۔ کارروائی کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ ڈاکٹر عبد الرشید صاحب نے نماز ظہر سے قبل رفقاء جمعیۃ کے اعزاز میں کھانے کی دعوت بھی دی۔ اجلاس میں تنظیمی امور پر غور و خوض کے علاوہ فیصلہ کیا گیا کہ ضلعی جمعیۃ کے آئندہ اجلاس میں جمعیۃ کے پروگرام کو وسعت دینے کی تجاویز پر عملدرآمد کے لئے خصوصی لائحہ عمل تیار کیا جائے گا۔ آئندہ ضلعی اجلاس مورخہ ۲۴ مارچ کو جامع مسجد شیرانوالہ میں بعد نماز ظہر منعقد ہو گا۔

ضروری وضاحت

یکم مارچ روزنامہ "نوائے وقت" اور ۴ مارچ روزنامہ "امروز" میں ڈسٹرکٹ خطیب اوقاف گوجرانوالہ کے خلاف غبن کے الزام کی خبر شائع ہوئی تھی۔ جس کو پڑھ کر میرے عزیز و اقربا اور احباب کو از حد پریشانی ہوئی۔ خود بھی میرے پاس پہنچے اور خطوط بھی ارسال کئے۔ ان جملہ حضرات کو مطلع کرتا ہوں کہ یہ میرے خلاف الزام نہیں بلکہ سابق ڈسٹرکٹ خطیب حکیم عبد الرحمٰن نظام آبادی کے خلاف ہے۔

عبد العزیز فاضل دیوبند ڈسٹرکٹ خطیب اوقاف گوجرانوالہ

ملک کو الحاد و دہریت کے سیلاب سے بچانے کے لئے جمعیۃ سے تعاون کریں

جمعیۃ علماء اسلام ہی ملک میں اسلامی نظام نافذ کر سکتی ہے

خان پور میں امیر مرکزیہ کا خطاب

جمعیۃ علماء اسلام تحصیل خان پور کا اجلاس زیر صدارت امیر مرکزیہ حضرت درخواستی مدظلہ ہوا۔ جس میں آپ نے خطاب کرتے ہوئے کارکنوں پر زور دیا کہ ہمت و حوصلہ کے ساتھ جماعتی کام کو آگے بڑھائیں۔ آپ نے فرمایا کہ قرآن مجید میں خطاب خداوندی ہے کہ تھوڑی جماعت بھی اللہ تعالےٰ کے حکم سے کثیر جماعت پر غالب آسکتی ہے بشرطیکہ خلوص نیت کے ساتھ کام کو جاری رکھیں۔

آپ نے کارکنوں پر زور دیا کہ اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے کونے کونے میں پھیل جائیں اور جمعیۃ کا پروگرام پیش کریں۔ کیونکہ انسان اہل اللہ کے ساتھ رہ کر اپنی عاقبت کو اچھا کر سکتا ہے۔ جو اہل اللہ کے ساتھ ہو گیا وہ کامیاب ہو گیا اور جس نے اہل اللہ کا دامن چھوڑا وہ نامراد ہو گیا۔

پسر نوح با بداں بنشست
خاندانِ نبوتش گم شد
سگِ اصحاب کہف روزے چند
پئے نیکاں گرفت مردم شد

دارومدار عمل پر ہے، حسب نسب کچھ نہیں۔ خدا ہمیں خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا تابعدار بنائے آمین! آپ نے کہا کہ ہمیں اس پر کوئی پرواہ نہیں کہ ہمارے پاس دولت نہیں وسائل نہیں۔ لیکن آپ دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ ہمیں آخرت میں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جگہ دیں (آمین!)

آپ نے فرمایا۔ ایک سیلاب آیا۔ کہیں سیلاب خود آیا اور کہیں لایا گیا۔ وہ جو سیلاب آیا اس سے مالی جانی نقصان ہوا۔ ایک اور سیلاب آرہا ہے جس سے کسی کی بھی عزت محفوظ نہیں رہے گی۔ یہ سیلاب جو آرہا ہے اس سے خدا محفوظ رکھے (آمین!) یہ سیلاب مرزائیت کا سیلاب ہے۔ بے دینی اور دہریت کا سیلاب ہے۔

آپ نے فرمایا کہ میں نے خواب دیکھا تھا کہ بیت اللہ کا طواف کر رہا ہوں اور گنبد خضرا کے سامنے قصیدۂ حضرت حسان رضؓ پڑھ رہا ہوں۔ دل میں تڑپ ہوئی کہ جب تک وہاں سے ہو کر نہ آؤں اتنے تک میرے لئے مشکل ہے۔ کچھ بیمار بھی تھا تو خداوند تعالےٰ نے وہاں پہنچا دیا۔ ایک جمعہ مکہ میں ادا کیا اور دوسرا جمعہ مدینہ منورہ میں۔ مکہ مقام جلال ہے اور مدینہ مقام جمال ہے۔ دعا کرو اللہ تعالےٰ سب کو وہاں لے جائے (آمین) وہاں حدیثیں پڑھنے میں بھی مزا آتا ہے۔ کیونکہ یہاں تو کہتا ہوں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) لیکن وہاں تو یہ کہتا تھا کہ قال صاحب ہذہ الروضۃ المطہرہ (کہ اس روضہ مطہرہ والے کا یہ فرمان ہے) اور مدینہ منورہ میں خواب دیکھا کہ بلوچستان میں چند دنوں میں فساد ہونے والا ہے۔ پریشانی سے جلدی لوٹا۔ تو آج میں یہ

> **کاروانِ جمعیۃ منزل بہ منزل**

بات کہتا ہوں کہ ہم نے جو یہ ٹکڑا لیا تھا اسلامی قوانین کے لئے۔ لیکن چھبیس سال تک ہم نے بے قدری کی۔ جس کی سزا ملی کہ ہم سے مشرقی حصہ کٹ گیا۔ اگر ہم نے آج بھی اس کی قدر نہ کی اور ظلم و تشدد کی پالیسی روا رکھی اور اسلام کی خلاف ورزی کی تو ایسی سزا ملے گی کہ خدا ہی معاف کرے۔ اب جو سیلاب آرہا ہے اس سے خدا ہمیں محفوظ رکھے۔ یہ جمعیۃ کی کشتی چل رہی ہے۔ اس میں کچھ سوار کشتی چھوڑ کر چلے گئے۔ خدا ان کو ہدایت اور سمجھ دے۔ اور کچھ اسی کشتی میں سفر کر کے منزل مقصود طے کر رہے ہیں۔ دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ منزل مقصود تک اس کشتی کو پہنچائے۔ میں سب کو دعوت دیتا ہوں کہ جماعت سے مل کر اسلامی قوانین کے نفاذ کے لئے کوشش کریں۔ اس کے بعد امیر جمعیۃ خانپور مولانا شفیق الرحمان صاحب نے بھی تقریر کی اور مختلف فیصلے بھی اجلاس میں کیے گئے۔ جو حسب ذیل ہیں۔

(۱) اجلاس میں طے پایا کہ مختلف مقامات پر رابطہ عوامی مہم کو تیز کرنے کے لئے تبلیغی و تنظیمی پروگرام بنایا جائے۔ چنانچہ مختلف اراکین جمعیۃ سے پروگرام لیا گیا! امیر مرکزیہ حضرت درخواستی مدظلہ سے بھی وقت لیا گیا! تاکہ جماعتی کام تیز کر دیا جائے۔

(۲) سابقہ سال کے حساب کی بھی جانچ پڑتال کی گئی

حکومت سے مطالبات

یہ اجلاس حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ آئین پر مکمل طور پر عملدر آمد کرتے ہوئے اسلامی قوانین کو نافذ کیا جائے۔

۲ - صوبہ سرحد و بلوچستان میں جو ظلم و تشدد ہو رہا ہے۔ اس کو ختم کیا جائے اور آئینی حکومتوں کو بحال کر کے سالمیت پاکستان کا احترام کیا جائے۔

۳ - مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ان کی سرگرمی پر کڑی نظر رکھی جائے، کیونکہ ظفر اللہ کا اچانک قادیان کا دورہ لوگوں کے دلوں میں شبہ ڈال رہا ہے کہ یہ کارنامہ کہیں پاکستان کی سالمیت کے خلاف نہ ہو۔

۴ - یہ اجلاس مرکزی قائدین حضرت درخواستی صاحب مولانا مفتی صاحب۔ مولانا عبید اللہ انور، مولانا شاہ محمد صاحب امروٹی اور مولانا شمس الدین صاحب کی قیادت پر اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے مکمل تعاون کا یقین دلاتا ہے

۵ - یہ اجلاس حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ حمود الرحمٰن کمیشن رپورٹ کو فی الفور شائع کر کے غداروں کو سرعام پھانسی دی جائے۔ نیز محب وطن سیاسی رہنماؤں عطاء اللہ مینگل، بزنجو، مری اور دیگر سیاسی رہنماؤں اور طلباء، علماء، مزدوروں اور نیپ جمعیۃ کے کارکنوں کو رہا کیا جائے۔

۶ - یہ اجلاس حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ سیلاب زدہ لوگوں کو قرضہ دینے کے لئے حکومت نے جو اعلان کیا تھا اس سلسلہ میں غریب بیچارے مارے مارے پھر رہے ہیں اور سرمایہ دار اور تعلق دار مزے سے قرضے لے رہے ہیں۔ حکومت کو چاہیئے کہ اس کا فوراً سدباب کرے۔

مولانا قائم الدین عباسی انتقال فرما گئے

تنظیم اہلسنۃ والجماعۃ کے ممتاز راہنما مولانا قائم الدین عباسی گذشتہ روز انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کافی عرصہ سے صاحب فراش اور نشتر ہسپتال ملتان میں زیر علاج تھے۔ جمعیۃ علماء اسلام، تنظیم اہلسنۃ، مجلس تحفظ ختم نبوت اور دیگر دینی حلقوں میں علامہ صاحب کے وصال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا۔ مرحوم نے عمر بھر مسلک اہلسنۃ کی خدمت کی اور تنظیم اہلسنۃ کے پلیٹ فارم پر رفض و بدعت کے خلاف بھرپور جدوجہد کی۔ جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے نائب امیر مولانا غلام ربانی۔ ناظم اعلیٰ مولانا نیاز احمد گیلانی اور ناظم مولانا محمد رمضان نے مرحوم کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائیں۔ اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق ارزانی فرمائیں۔

رب نواز فاروقی کی وضاحت

محترم امیر صاحب ضلع مظفر گڑھ

سلام مسنون!

اگرچہ میں ہزاروی صاحب کی منعقدہ لاہور کنونشن میں بامر مجبوری گیا تھا۔ لیکن اس کے بعد میرا اس باغی گروپ سے کوئی تعلق نہیں رہا ہے۔ اور میں حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی اور حضرت مفتی صاحب اور حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہم پر مکمل اعتماد کا اظہار کرتا ہوں۔ میرا بیان بے شک اخبار میں دے دیا جائے۔

(محمد رب نواز فاروقی بقلم خود)

ہمدرد پریس سکھر کو بحال کیا جائے

کراچی (نمائندہ خصوصی) جمعیۃ علماء اسلام حلقہ کلری کا ایک اجلاس قاری رضا محمد صاحب بلوچ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں ایک قرارداد کے ذریعہ حکومت سندھ سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ ہمدرد پریس سکھر پر ڈی، پی، آر کی پابندی ختم کر کے پریس کو بحال کیا جائے۔ نیز پریس کے معمر مالک حاجی شاہ محمد صاحب کو بھی رہا کیا جائے جو گذشتہ چار ماہ سے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں۔

قادیانی مبلغہ کو مناظرہ میں شکست فاش

کراچی (نمائندہ خصوصی) گذشتہ دنوں دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی میں مرکزی مبلغ مولانا محمد شریف صاحب احرار کی عدم موجودگی میں قادیانیوں کی ایک مبلغہ اور دستگیر سوسائٹی گرلز ہائی اسکول ہیڈ مسٹریس دفتر میں مع اپنی چند سہیلیوں کے داخل ہوئیں اور مولانا محمد شریف صاحب کی دختر کے ساتھ مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت ثابت کرنے کے لئے زبان چلانی شروع کر دی۔ مگر جب مولانا موصوف کی صاحبزادی نے دلائل کے ساتھ جوابی کارروائی شروع کی اور تبلیغ کیا کہ منصب نبوت تو وہ مقام ہے جہاں انسان کا تصور بھی نہیں پہنچ سکتا، تم اپنے نبی کی اگر شرافت بھی ثابت کر دو تو یہ بڑی بات ہوگی۔

مولانا کی صاحبزادی نے مزید کہا کہ میں ثابت کرتی ہوں کہ وہ ایک شریف انسان بھی نہیں تھا بلکہ انسانیت کی توہین ہے۔ وہ تو برطانوی سامراج کا خود کاشتہ پودا تھا اور اس کے بل بوتے پر اس نے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ضرب کاری لگا کر مسلمانوں سے روح ایمانی سلب کرنے کی ناپاک کوشش کی اور امت مسلمہ کے دل سے جذبہ جہاد ختم کرنے کی ناپاک سازش کی۔ مولانا موصوف کی صاحبزادی کے ٹھوس دلائل کے سامنے ہیڈ مسٹریس صاحبہ نہ ٹھہر سکی اور سر پہ پیر رکھ کر اور ذلت آمیز شکست کھا کر بھاگ کھڑی ہوئی۔ واضح رہے کہ اس مناظرے کے موقع پر دفتر ختم نبوت میں اس بلڈنگ کی عورتوں کی [illegible] ی تعداد موجود تھی۔ اور وہ سب مولانا احرار کی صاحبزادی کو دعائیں دے رہی تھیں اور ان کی حاضر جوابی کی بڑی تعریف کر رہی تھیں۔

وادی نیلم کے عوام کی فریاد

(از حافظ غلام سرور مظفر آبادی)

ظلم و تشدد کی انتہا ہو گئی۔ سالہا سال سے بدقسمت عوام نیلم ویلی کی آنکھیں منتظر تھیں کہ الہٰی کوئی ایسا حاکم عطا فرما کہ جس کے ذریعہ وادی کی معاشی و اقتصادی حالت درست ہو۔ اول تو یہاں کے بدقسمت عوام سکھا شاہی کا شکار رہے لیکن جب پاکستان بنا اور آزاد کشمیر کے نام سے تین اضلاع ضلع میرپور، ضلع پونچھ، ضلع مظفر آباد معرض وجود میں آئے فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد للہ رب العالمین کا ورد ورد زبان عوام تھا کہ اب مسلمان اپنے رب حقیقی کو کما حقہٗ یاد کریں گے اور اپنی صدا ہر ہر فرد حاکم وقت تک پہنچائے گا۔ لیکن یہ معلوم نہ تھا کہ اس بکری کا حال ہوگا، جس نے بھیڑیے کے پنجے سے تو نجات پائی لیکن شکاری کی چھری سے نہ بچ سکی۔ ہماری مہربان حکومت کے ارباب حل و عقد نہایت ہی [illegible] ہے۔ جناب کے ایچ خورشید صاحب کا کیا کہنا۔ وہ تو دور رہتے، دور رہنے والے پہ کیا شکوہ۔ لیکن سنا ہے کہ جناب نے ایک کام منظور تو کر دیا یعنی سڑک وادیٔ نیلم جس کو اب تعمیر کیا جا رہا ہے۔ سردار کے، ایچ خورشید کے زمانہ میں شوت ستانی تھی، ظلم و تشدد تھا تو شکوہ نہ تھا۔ یہ کہا جاتا تھا کہ حاکم وقت ایسا ہے۔ کس کو کہا جائے۔ اس کے بعد جناب عبدالحمید صاحب تھے۔ سنا تھا موصوف اچھے آدمی تھے۔ اگرچہ صورت میں فرق تھا لیکن [illegible] تھے لیکن بدقسمت عوام کو اچھا آدمی نصیب نہیں ہوتا۔ بعد میں سردار محمد عبدالقیوم صاحب آ گئے۔ جنہوں نے جگہ جگہ جا کر ظالم ملازمین کو متنبہ کیا۔ مگر نتیجہ کچھ نہ ہوا۔ سرداروں کے نام سے موسوم چند عناصر نے عوام پر ظلم و ستم کا ایک سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ اس کا کوئی بندوبست نہ ہو سکا آئے دن ظلم بڑھتا رہا۔ اگر کسی سلیم فطرت نے سردار صاحب کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ملازم کی طرف مخاطب ہوئے تو دوگنا ظلم اپنے لئے اپنایا۔ یہ وادی ایک حسین ور آمدی خطہ ہے۔ وادی موسم گرما میں ایک سرسبز شاداب منظر ہوتا ہے۔ خصوصاً علاقہ کیل دراوہ جس میں جنگل قابل ذکر ہے۔ وادی گنجان جنگل سے پُر ہے۔ جو سنا ہے کہ موجودہ حکومت ۱۴ روپے فٹ کے حساب سے ٹھیکیداروں کو دے رہی ہے۔ اربوں کھربوں بلکہ پدموں کے حساب سے بھی زیادہ درخت ہیں۔ اسی طرح وادی کی نمایاں اشیاء میں ایک کُٹھ ہے۔ جو کہ حکومت ہزاروں منوں کے حساب سے وصول کر رہی ہے۔ اور ابرگ جو کہ ایک شیشہ ہے برآمد ہوا ہے حکومت وقت کافی تعداد میں وصول کر رہی ہے۔ ہماری حکومت سے گذارش ہے کہ وادی کے عوام سے ہونے والی زیادتیوں کو دفعہ کیا جائے۔

بقیہ ــــــ اداریہ

کہ وہ مسئلہ بلوچستان کی نزاکت کا احساس کریں اور اس کے جمہوری اور سیاسی حل کو قدم بہ قدم پیچھے دھکیلنے والے ہاتھ کو اس وقت سے پہلے پکڑ لیں۔ جب یہ سیاسی حل بھی ہماری دسترس سے باہر ہو جائے گا اللہ تعالےٰ وہ دن ہمیں نہ دکھائیں۔

آمین یا الٰہ العالمین! (۹ر مارچ ۱۹۷۴ء)

باغ ضلع پونچھ سے ایک خط

محترم جناب مولانا زاہد الراشدی صاحب زید لطفکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے بعرض آنکہ آپ کا جواب موصول ہوا۔ ہماری دعوت کو شرف قبولیت بخشنے کا شکریہ۔

دارالعلوم کے اجلاس سے متعلق اعلان بھیج رہا ہوں۔ اسے دو تین اشاعتوں میں شائع فرمائیں۔ اگر اس کی اشاعت کی کوئی فیس فیس ہو تو لکھیں فوراً بھیج دی جائے گی۔ چونکہ "ترجمان اسلام" کے ساتھ ہمارا روحانی تعلق ہے۔ اس لئے اگر اس میں نظریات کے خلاف کوئی بات آئے تو رنج ہوتا ہے۔ کشمیر کے بارے میں کچھ عرصہ سے اشفاق ہاشمی صاحب کا ایک مضمون آ رہا ہے۔ یہ لکھنے والے لبریشن لیگ کے آدمی معلوم ہوتے ہیں۔ انہوں نے آزاد کشمیر کے لیڈروں کا تقابل کرتے ہوئے خورشید صاحب کو ان سب پر ترجیح دی ہے۔ اس پر ہمارا اعتراض یہ ہے کہ خورشید صاحب انگریزی تہذیب کے آدمی ہیں اور انہوں نے اپنے دور حکومت میں مذہب کے لئے ذرہ بھر کام نہیں کیا اس کے مقابلے میں سردار عبدالقیوم خاں صاحب جن سے ہمیں بھی بعض معاملات سے اختلاف ہے۔ لیکن انہوں نے دین کے لئے جو کام کئے ہیں اور جو اب کر رہے ہیں۔ اگر ان کی حوصلہ افزائی نہ کی جائے تو کم از کم اتنی مخالفت بھی تو نہ کی جائے کیونکہ اس سے فائدہ بے دین طبقہ کو ہوگا۔

(حافظ محمد عبداللہ ناظم اعلیٰ دارالعلوم تعلیم القرآن باغ ضلع پونچھ)

علامہ عباسی کی وفات پر تعزیت

لائلپور۔ جمعیۃ علماء اسلام شہر لائلپور کے امیر عبدالعلیم جالندھری۔ نائب امیر چوہدری فضل محمد۔ ناظم عمومی مولانا محمد یوسف ربانی اور صوفی محمد بشیر خاں ناظم نشر و اشاعت نے مشترکہ بیان میں تنظیم اہلسنت والجماعت کے عظیم راہنما حضرت مولانا قائم الدین صاحب کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا۔ اور ان کی دینی و ملی خدمات پر خراج عقیدت پیش کیا اور ان کے لئے دعائے مغفرت کی۔ اللہ تعالےٰ مولانا کو کروٹ کروٹ اپنی رحمتوں سے نوازے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

خط و کتابت کرتے وقت
چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں

پاکستان کے بقاء کی صرف یہ صورت ہے کہ اصولوں کو پامال نہ کیا جائے

حکومت حقائق کا انکار کر دینے کی پالیسی ترک کر دے

کارکنوں کے اجلاس سے قاری نور الحق ایڈووکیٹ کا خطاب

جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے سیکرٹری اور بار ایسوسی ایشن ضلع ملتان کے جنرل سیکرٹری جناب قاری نور الحق قریشی ایڈووکیٹ نے مدرسہ قاسم العلوم ملتان میں جمعیۃ کے کارکنوں کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے ملکی و بین الاقوامی سیاسی صورت حال پر تفصیلی روشنی ڈالی اور ملک کی ربع صدی کی سیاسی زندگی کا تجزیہ کرتے ہوئے بتایا کہ حقائق سے انحراف اور اصولوں سے روگردانی کے نتیجہ میں ہی ملک دو لخت ہوا ہے۔ ملک کو متحد رکھنے کی واحد صورت یہ تھی کہ ہم یہاں اسلام کے عادلانہ نظام کے ذریعہ دونوں حصوں کے عوام کے درمیان اخوت و محبت کی فضا قائم کرتے، لیکن ہمارے حکمرانوں نے اسلام کے نظام کے بجائے فرنگی کے نظام کو ہی سینے سے لگائے رکھا اور عوام کو ان کے سیاسی جمہوری و معاشی حقوق دینے کی بجائے ان کے سینے گولیوں سے چھلنی کرنے کی پالیسی اپنا لی۔ مشرقی حصہ کے عوام کو جان بوجھ کر مغربی حصہ کے عوام سے متنفر کیا گیا۔ ان کے حقوق کو پامال کیا گیا۔ ان کے سیاسی فیصلے کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا گیا۔ اور جب وہ اپنے حقوق کی خاطر سڑکوں پر آئے تو "ادھر تم ادھر ہم" کی صدا کے سائے میں ان کے سینوں پر گولیاں برسائی گئیں۔

قاری صاحب نے کہا کہ سب سے زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ اس غلط پالیسی کے باعث ملک دو لخت ہو چکنے کے بعد بھی ہمارے حکمران اسی ڈگر پر چل رہے ہیں اور سرحد و بلوچستان کے عوام کے انتخابی فیصلوں کو مسترد کر کے ان پر غیر نمائندہ حکومتوں کو زبردستی ٹھونسا جا رہا ہے۔ وہاں کی نمائندہ جماعتوں جمعیۃ اور نیپ کے کارکنوں کو جیل کی کال کوٹھڑیوں میں بند کیا جا رہا ہے۔ بلوچستان میں عوام کے خلاف وسیع پیمانے پر فوج کشی کی گئی ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ مشرقی پاکستان کی طرح باقیماندہ ملک کو بھی ٹکڑے کرنے کی سازش پروان چڑھائی جا رہی ہے۔

قاری صاحب نے کہا۔ اب بھی وقت ہے کہ حکومت اصولوں کا دامن تھام کر حقائق سے انکار کی پالیسی ترک کر دے۔ چھوٹے صوبوں کے حقوق بحال کر کے انہیں مطمئن کیا جائے۔ بلوچستان سے فوج واپس بلائی جائے۔ اور مشرقی پاکستان کا المیہ دہرانے کی بجائے باقی ماندہ ملک کو اخوت و محبت کی فضا میں اسلام کے عادلانہ نظام کے نفاذ کے ساتھ متحد و محفوظ رکھنے کی سعی کی جائے۔

ضلع جھنگ کی انتظامیہ کو معطل کیا جائے

مورخہ ۱۷ فروری ۷۴ء بوقت ۲ بجے دن جمعیۃ علماء اسلام ضلع جھنگ کی مجلس شوریٰ کا اجلاس زیر صدارت حضرت مولانا عبد الوارث صاحب چنیوٹی بمقام جامع مسجد شیخ لاہوری جھنگ صدر منعقد ہوا۔ اجلاس کا آغاز جناب مولانا قاری غلام محمد صاحب کی تلاوت سے ہوا۔ بعد ازاں مولانا محمد یٰسین صاحب ناظم عمومی جمعیۃ جھنگ صدر نے جمعیۃ کی صوبائی شوریٰ پنجاب کی کاروائی بیان کی۔ بعد ازاں حضرت مولانا عبد الوارث صاحب نے تفصیل سے ملکی حالات پر تبصرہ فرمایا۔ اس کے بعد مندرجہ ذیل قرار دادیں باتفاق رائے منظور کی گئیں۔

(۱) یہ اجلاس امیر مرکزیہ حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب درخواستی، قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب۔ جمعیۃ صوبہ پنجاب کے امیر حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب اور ناظم عمومی جمعیۃ صوبہ پنجاب حضرت مولانا سید نیاز احمد شاہ صاحب گیلانی کی قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کرتا ہے اور ہر قسم کی قربانی کا یقین دلاتا ہے۔

(۲) جمعیۃ علماء اسلام ضلع جھنگ کا یہ اجلاس متحدہ جمہوری محاذ پاکستان کے صدر پیر پگاڑو کی آمد پر جھنگ کی انتظامیہ کی سرپرستی میں دفعہ ۱۴۴ کے باوجود ہونے والی غنڈہ گردی کی سخت مذمت کرتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ حکومت جھنگ کی انتظامیہ کو امن و امان قائم نہ کرنے اور غنڈوں کی سرپرستی کرنے پر فوراً معطل کیا جائے۔ نیز اس غنڈہ گردی کے مرتکب پیپلز پارٹی کے کارکنوں اور رہنماؤں اور پنجاب اسمبلی کے جھنگ کے ممبروں کو قرار واقعی سزا دی جائے تاکہ آئندہ کسی کو ملک میں امن و امان خراب کرنے اور غنڈہ گردی کی جسارت نہ ہو سکے۔

وضاحتی بیان

میرے متعلق افواہ پھیلائی گئی ہے کہ میں جمعیۃ علماء اسلام سے منحرف ہو گیا ہوں، اور اس کی پالیسی و دستور سے متفق نہیں ہوں۔ میں اس کی پر زور تردید کرتا ہوں بلکہ میں ہر طرح جمعیۃ علماء اسلام کے دستور اور پالیسی سے متفق ہوں اور مجھے اپنے اکابر حضرت حافظ الحدیث مولانا محمد عبد اللہ درخواستی مدظلہٗ کی امارت اور حضرت مولانا مفتی محمود کی قیادت پر پورا اعتماد ہے۔ ان کے سوا میرا کسی دوسری جماعت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

محمد عبد الکریم عفی عنہ

نائب ناظم جمعیۃ علماء اسلام سرگودھا

قادیانی خانہ جنگی کرانا چاہتے ہیں

(مولانا محمد لقمان)

حضرت مولانا محمد لقمان نے کوٹ سنرل میں عظیم الشان اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اس وقت ملک میں ظلم و تشدد کی انتہا ہو چکی ہے۔ غریب عوام اس قیادت سے مایوس ہو چکے ہیں۔ دین اسلام کا کھلا مذاق اڑایا جا رہا ہے۔ جبکہ یہ ملک اسلام اور ناموس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر حاصل کیا گیا تھا۔ آج اس ملک میں دشمنانِ ختم نبوت کی ریشہ دوانیاں اور جسارتیں روز افزوں ہیں اور دشمنان ختم نبوت کی سازشیں ملک و ملت کے لئے خطرناک ہیں۔ حال ہی میں چونڈہ میں مرزائیوں نے غنڈہ گردی کی ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزائی اندرونِ ملک خانہ جنگی کرانا چاہتے ہیں۔ حکومت کو چاہیئے کہ انہیں فی الفور اقلیت قرار دیکر کلیدی اسامیوں سے علیحدہ کرے ورنہ خطرہ ہے کہ یہ ناعاقبت اندیش لوگ ملک میں گڑبڑ پھیلا کر ملک کو نقصان پہنچائیں۔

مولانا موصوف نے فرمایا کہ اس وقت ملک میں واحد نمایندہ جماعت جمعیۃ علماء اسلام ہے۔ جو ملک میں عوام کی فلاح و بہبود کے لئے کام کر رہی ہے۔ اور ملک میں صحیح معنی میں کتاب و سنت کے قوانین کے لئے کوشاں ہے۔

سیاسی جبر کی مذمت

لائلپور۔ جمعیۃ علماء اسلام ضلع لائلپور کا اجلاس زیر صدارت مولانا محمد اختر صدیقی ناظم عمومی ضلعی جمعیۃ منعقد ہوا۔ جس میں ملکی و ملی صورت حال اور جمعیۃ کے ضلعی سطح پر تنظیمی امور پر غور و خوض ہوا جس میں مندرجہ ذیل قرار دادیں متفقہ طور پر پاس کی گئیں

(۱) جمعیۃ علماء اسلام ضلع لائلپور کا یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ملک میں جلد از جلد مکمل طور پر قرآن و سنت کے مطابق اسلامی قانون نافذ کیا جائے۔

(۲) یہ اجلاس متحدہ محاذ کے صدر پیر پگاڑو صاحب کو اور ان کے دیگر ساتھیوں کو جھنگ میں داخل ہونے سے عین وقت پر جبراً روکنے کی سخت مذمت کرتا ہے اور اسے جمہوریت کش اور انتہائی تشویشناک قرار دیتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ محب وطن جماعتوں کے لیڈروں کو انتقامی کارروائیوں کا نشانہ بنانے کی بجائے ان کو اعتماد میں لیا جائے اور ملک میں مکمل طور پر جمہوریت بحال کر کے اظہار خیال کا حق دیا جائے تاکہ ملک میں جمہوریت کو پھلنے پھولنے کا موقعہ ملے

(۳) یہ اجلاس جمعیۃ علماء اسلام کے امیر مولانا محمد یوسف الحسینی اور دار العلوم دیوبند کے سابق مدرس مولانا نافع گل صاحب اور تنظیم اہلسنت کے عظیم راہنما مولانا قائم الدین کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے اسے عظیم دینی و جماعتی نقصان تصور کرتا ہے اور ان کے پسماندگان کے ساتھ اظہار ہمدردی کر کے صبر جمیل کی دعا کرتا ہے۔ مرحومین کے بلندی درجات کے لئے دعا مغفرت کی گئی

پشاور میں دفتر ختم نبوت کا قیام

پشاور۔ گذشتہ روز نزد ڈاک خانہ بازار کریم پورہ میں مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور کے دفتر کی افتتاحی تقریب نہایت سادہ مگر پروقار طریقہ سے منعقد ہوئی۔ تلاوت قرآن حکیم کے بعد امیر مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور مولانا سعید الدین شیر کوٹی نے معزز مہمانوں کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا کہ آج اراکین مجلس پشاور کے لئے نہایت خوشی اور مسرت کا دن ہے کہ علماء کرام اور معززین شہر کی سرپرستی میں مجلس کے دفتر کی افتتاحی تقریب منعقد ہو رہی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے اس مخلص تعاون سے مجلس اپنے عظیم مقصد میں کامیاب ہوگی۔ بعد میں ناظم اعلیٰ مرکزیہ مولانا عبدالرحیم صاحب اشعر نے خطاب فرمایا اور کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت اور تبلیغ کے لئے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے علماء اور صلحاء کو بشارتیں دی ہیں مولانا محمد علی مونگیریؒ۔ پیر صاحب گولڑہ شریفؒ۔ مولانا سید انور شاہ کشمیری محدثؒ، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ۔ مولانا محمد علی جالندھریؒ کے متعلق نہایت تفصیل سے آپ نے واقعات بیان فرمائے اور کہا۔ ان اکابرین امت کے مقدس مشن کی تکمیل کے لئے خدام مجلس مصروف کار ہیں۔ آپ نے اراکین مجلس پشاور کو مبارکباد دی کہ انہوں نے تھوڑے عرصہ میں شارع عام پر دفتر قائم کر کے تبلیغی مشن کی تکمیل کے لئے آگے قدم بڑھایا ہے۔ مولانا نے مجلس مرکزیہ کی طرف سے اراکین پشاور کو مکمل تعاون و امداد کا یقین دلایا۔ مولانا مفتی عبدالقیوم پوپلزئی کی دعا کے بعد شرکاء میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔

انجمن محبان صحابہ رضی اللہ عنہم کا قیام

ڈیرہ اسمٰعیلخان میں نوجوان لڑکوں نے ایک نئی انجمن کی تشکیل کی۔ جس کا نام انجمن محبان صحابہؓ رکھا گیا۔ انجمن کی لائبریری کا افتتاح قائد جمعیۃ مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ نے کیا۔ اس موقع پر مفتی صاحب نے فرمایا کہ تمام مسلمانوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ دین اسلام ہم تک صحابہ کرامؓ کی قربانیوں سے پہنچا۔ مفتی صاحب نے فرمایا کہ حضرت عثمان غنی ذوالنورینؓ نے قرآن مجید اور دین اسلام کی حفاظت کی خاطر جام شہادت نوش کیا۔ اس کے علاوہ کئی صحابہؓ نے طرح طرح کی قربانیاں دیں اور ان صحابہ کرام کی قربانیوں کو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ نیز نوجوانوں سے مفتی صاحب نے اپیل کی کہ اب ان کی قربانیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے دین اسلام کی خاطر بڑی سے بڑی قربانی دینے سے بھی دریغ نہ کریں۔ افتتاحی تقریب سے پہلے تمام اراکین نے متفقہ طور پر درج ذیل عہدیدار منتخب کئے

سرپرست قاری عبدالحق صاحب۔ صدر عزیز الرحمان۔ نائب صدر شیخ محمد کریم۔ نائب صدر شیخ محمد زبیر۔ ناظم اعلیٰ احمد منیر فاروقی۔ ناظم محمد فاروق گوکاخیل۔ ناظم نشر و اشاعت سعید اللہ سرحدی۔ ناظم دفتر محمد طاہر صدیقی۔ خازن محمد اسحاق۔

جمعیۃ تحصیل رحیم یار خاں کے امیر کو صدمہ

حاجی منظور احمد صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام تحصیل رحیم یار خاں کے خسر جناب مولوی صدیق محمد بقضائے الٰہی فوت ہو گئے ہیں۔ مرحوم بہت نیک آدمی تھے۔ جمعیۃ سے بہت عقیدت رکھتے تھے۔ جمعیۃ رحیم یار خاں کے ہنگامی اجلاس میں ان کے لئے دعائے مغفرت کی گئی۔

حلقہ سکندر ٹاؤن پشاور میں جمعیۃ علماء اسلام کا انتخاب

امیر	عبدالصمد خاں
نائب امیر	نعمت اللہ خاں
سیکرٹری نشر و اشاعت	سعید محمد قریشی
خازن	عبداللہ خاں طالب علم

انتقال پر ملال

جمعیۃ کے ایک مخلص کارکن جناب لونگ خاں خٹک سکوٹر چلاتے ہوئے ایک حادثے میں ہلاک ہو گئے ہیں انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم کو بچپن سے جمعیۃ علماء اسلام سے بے لوث عقیدت رہی۔ اکابرین جمعیۃ کے ساتھ آپ کا خصوصی لگاؤ تھا

مرحوم الحاج گل رحمان خٹک کے چھوٹے بھائی تھے الحاج گل رحمان نے گذشتہ ماہ سرحد کے ضمنی انتخاب میں کرک سیٹ سے نواب محسن علی وغیرہ کے مقابلہ میں جمعیۃ علماء اسلام اور متحدہ جمہوری محاذ کے نمائندہ کی حیثیت سے انتخاب میں حصہ لیا تھا۔

ہم اس رنج و غم میں حاجی صاحب کے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔ مرحوم کو خدائے قدوس جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام دے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین ثم آمین!

(سعید محمد قریشی آف تترخیل (بنوں)
حال سکندر ٹاؤن — پشاور شہر)

جمعیۃ قراء اسلام کے سیکرٹری جنرل کے والد حادثہ میں مجروح ہو گئے

قاری غلام اصغر قاسمی کے والد بزرگوار جو پچھلے دنوں ٹرک کے حادثہ میں زخمی ہوئے تھے اور چند یوم نشتر ہسپتال ملتان میں زیر علاج رہے، اب کچھ افاقہ ہے۔ قارئین کرام سے ان کی صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو جلد ہی صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔

اوکاڑہ میں کنونشن کا انعقاد

جمعیۃ علماء اسلام ضلع ساہیوال کا اجلاس جناب سید مقبول حسین ایڈووکیٹ کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ جس میں فیصلہ کیا گیا کہ ضلعی سطح پر عظیم الشان کنونشن اوکاڑہ میں منعقد کیا جائے گا۔ جس میں اکابر جمعیۃ کو شرکت کی دعوت دی جائے گی۔ اور ان کی خدمت میں ضلع کی طرف سے مرکز کی امداد کے لئے ایک معقول رقم تھیلی کی صورت میں پیش کی جائے گی۔ ضلعی جمعیۃ نے کنونشن کے لئے تیاریاں شروع کر دی ہیں۔

جمعیۃ علماء اسلام قصور کا اجلاس

مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۷۴ء بروز جمعرات بعد نماز ظہر جامعہ اسلامیہ قصور میں جمعیۃ علماء اسلام قصور کا ایک اہم اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں ۱۰۰ افراد پر مشتمل لاہور جمعیۃ کے ایک وفد نے بھی شرکت کی۔

اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ شہر میں جماعتی سرگرمیاں تیز کر دی جائیں۔ نیز ڈویژنل کنونشن گوجرانوالہ کو کامیاب بنانے جماعتی فنڈ اکٹھا کرنے اور امیر جمعیۃ کو جماعتی تنظیم پر بھرپور توجہ دینے کے سلسلہ میں اہم فیصلے کئے گئے جناب مرزا جانباز اور جمعیۃ قصور کے مقامی شاعر جناب برکت علی بختہ کی حالات حاضرہ پر پرجوش نظموں کے بعد حضرت مولانا جمیل احمد صاحب میوانی کی دعا پر اجلاس ختم ہوا۔

جمعیۃ قصور کا ضمنی انتخاب

مورخہ ۲۸ فروری کے اجلاس میں شہری جمعیۃ کے حسب ذیل عہدیداروں کا ضمنی انتخاب ہوا۔

ناظم اعلیٰ	الحاج حافظ محمد یوسف صاحب
خازن	قاری محمد یحییٰ ہمدانی صاحب
ناظم اطلاعات	چوہدری محمد شفیع صاحب

مولانا محمد سلیمان واپس پہنچ گئے

جمعیۃ علماء اسلام صادق آباد کے بزرگ راہنما مولانا محمد سلیمان بمعہ اہلیہ محترمہ حج بیت اللہ سے فارغ ہو کر صادق آباد واپس پہنچ گئے ہیں۔

ہم ملکی سالمیت کے خلاف اُٹھنے والا ہاتھ کاٹ دیں گے

ہماری زندگیاں ملک میں اسلامی نظام کے لئے وقف ہیں (قائد جمعیۃ)

شجاع آباد۔ قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ گذشتہ روز شجاع آباد کے دورہ پر تشریف لائے۔ جمعیۃ علماء اسلام اور متحدہ جمہوری محاذ کے کارکنوں اور عوام کے ایک ہجوم نے پرجوش نعروں کے ساتھ آپ کا خیر مقدم کیا۔ مقامی جمعیۃ نے جناح پارک میں جلسہ عام کا اہتمام کر رکھا تھا۔ قائد جمعیۃ کو ایک جلوس کی صورت میں جلسہ گاہ تک لے جایا گیا۔ جلسہ کی صدارت متحدہ جمہوری محاذ کے صدر شیخ عبدالمتین صاحب نے کی۔ مقامی جمعیۃ کے امیر قاری نظام الدین کی تلاوت کے بعد مولانا رشید احمد نے قائد محترم کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا اور اس کے بعد قائد جمعیۃ نے مفصل خطاب فرمایا۔

مفتی صاحب نے فرمایا۔ ملک کو تقسیم کرنے والا ہاتھ اب پھر برسر عمل ہے۔ اور ملک کے مختلف حصوں کے درمیان منافرت پیدا کی جا رہی ہے۔ سرحد و بلوچستان میں یہ پروپیگنڈا کیا جاتا ہے کہ پنجاب غاصب ہے اور پنجاب میں یہ پروپیگنڈا کیا جاتا ہے کہ سرحد و بلوچستان کے عوام غدار ہیں۔ دراصل ان میں سے کوئی غاصب اور غدار نہیں غدار اور غاصب وہ ایک ٹولہ ہے جو ۲۵ برس سے ملک کی قسمت کے ساتھ کھیل رہا ہے۔

آپ نے کہا۔ یہ ملک ہمارا ملک ہے۔ ہم اس کی حفاظت کریں گے۔ اس کی سالمیت کا تحفظ کریں گے ہم نے یہ تہیہ کر رکھا ہے کہ اس ملک کو نہ صرف سازشوں سے محفوظ کریں بلکہ اسلام کے عادلانہ نظام کا نفاذ کریں گے۔ جس کے لئے ہماری زندگیاں وقف ہیں۔

ٹھب میں ڈسپنسری قائم کی جائے

ٹھب باغ۔ باغ کے موضع ٹھب میں علاقہ کے معززین اور خصوصی نمایندوں کا ایک اجلاس ہوا۔ اجلاس میں موضع ٹھب میں وبائی امراض کے باعث کئی اموات واقع ہونے پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا۔ محکمہ حفظان صحت آزاد کشمیر پر کڑی نکتہ چینی کی گئی کہ لاپرواہی کے باعث کئی اموات واقع ہوئی ہیں۔ حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ موضع ٹھب میں فوری طور پر ایک ڈسپنسری قائم کی جائے

اجلاس میں مولانا امیر الزمان ناظم اعلیٰ جمعیۃ العلماء اسلام آزاد جموں و کشمیر نے بھی شرکت کی۔ مولانا امیر الزمان نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ ٹھب میں ایک ڈسپنسری، ایک ہائی سکول اور موضع جھڑ میں بھی ایک مڈل سکول کھولا جائے۔ مولانا امیر الزمان نے مطالبہ کیا کہ پنساری تا ملوٹ سڑک براستہ بنیالی نکالی جائے۔

دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ کی مذمت

مورخہ ۲۱/۲ کو جمعیۃ علماء اسلام ضلع مظفر گڑھ کی ہنگامی میٹنگ زیر صدارت ڈاکٹر احمد اللہ صاحب منعقد ہوئی۔ تلاوت کلام پاک مفتی محمد صدیق صاحب نے فرمائی۔ تلاوت کلام پاک کے بعد مولانا عبدالمجید صاحب اور مولانا عبدالرزاق نے خطاب کرتے ہوئے ملکی حالات پر مفصل روشنی ڈالی اور آخر میں مندرجہ ذیل قراردادیں منظور کی گئیں۔

(۱) جمعیۃ علماء اسلام ضلع مظفر گڑھ کا یہ اجلاس حضرت مولانا قائم الدین صاحب کی وفات پر گہرے رنج کا اظہار کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے بعد میں مرحوم کو ایصال ثواب بھی کیا گیا۔

(۲) جمعیۃ علماء اسلام ضلع مظفر گڑھ کا یہ اجلاس حضرت صدر الدین شاہ صاحب مہتمم دینی درسگاہ خانگڑھ کے والد صاحب کی وفات پر اظہار غم کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا کرے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

(۳) جمعیۃ علماء اسلام ضلع مظفر گڑھ کا یہ اجلاس ضلع میں دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ کی پرزور مذمت کرتا ہے، اور مطالبہ کرتا ہے کہ دفعہ ۱۴۴ فوری طور پر ختم کی جائے اور اپوزیشن کو پورا پورا موقع دیا جائے تاکہ وہ اپنی آواز عوام تک پہنچا سکے۔

دھاندلیوں کے ذریعہ کامیاب ہونے والے ارکان کو نااہل قرار دیا جائے

سکھر اور حیدرآباد میں جمعیۃ کے علاقائی تربیتی کونشن منعقد ہونگے

جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سندھ کا اجلاس اور فیصلے

(رپورٹ عبدالستار بروہی)

جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سندھ کی مجلس شوریٰ اور ضلعی امراء و نظماء عمومی کا ایک مشترکہ اجلاس ۲۲ فروری ۱۹۷۳ء بروز جمعہ گیارہ بجے صوبائی دفتر سکھر میں حضرت مولانا عبدالکریم قریشی نائب امیر مرکزیہ کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ اجلاس سے صوبائی امیر سید محمد شاہ امروٹی کے خطاب کرتے ہوئے ضلع جیکب آباد کے ضمنی انتخاب میں برسراقتدار طبقہ کی دھاندلیوں اور بے قاعدگیوں سے اجلاس کو آگاہ فرمایا اجلاس میں اتفاق رائے سے صوبہ سندھ کے دو اہم مقامات سکھر اور حیدرآباد میں کنونشن بلانے کا فیصلہ کیا گیا یکم اپریل ۱۹۷۳ء بروز پیر بمقام سکھر برائے اضلاع جیکب آباد، لاڑکانہ، خیرپور - ۲ اپریل بروز منگل بمقام حیدرآباد - برائے اضلاع کراچی، ٹھٹھہ، میرپور خاص، نواب شاہ، سانگھڑ، دادو - اجلاس میں مندرجہ ذیل قراردادیں منظور کی گئیں۔

(۱) جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سندھ کا یہ اجلاس اسلامی سربراہی کانفرنس کے اعلانات اور فیصلوں کا خیر مقدم کرتا ہے اور اس کو عالم اسلام کے اتحاد کے لئے ایک صحیح اقدام قرار دیتا ہے۔

(۲) یہ اجلاس ملک بھر کے ضمنی انتخابات میں پیپلز پارٹی کی کھلم کھلا دھاندلیوں اور بے قاعدگیوں کی سخت مذمت کرتے ہوئے الیکشن کمشنر اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس قسم کی دھاندلیوں اور بے قاعدگیوں کا فوری طور پر سدباب کیا جائے۔ اور دھاندلیوں کے ذریعہ انتخابات میں کامیاب ہونے والوں کے خلاف فوری کارروائی کر کے انہیں نااہل قرار دیا جائے۔

(۳) جمعیۃ کا یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ قادیانیوں کی کھلم کھلا تبلیغ پر مکمل پابندی عائد کی جائے سندھ کے بعض مقامات پر قادیانی جلسے کر رہے ہیں۔ اور مساجد تعمیر کر رہے ہیں۔ جس سے مسلمانوں کے جذبات کو سخت ٹھیس پہنچتی ہے اور بعض سادہ لوح مسلمان ان کے فریب میں آ کر اپنے مذہب سے منحرف ہو جاتے ہیں۔

درخواستی مدظلہ، ولی ابن ولی حضرت مولانا عبید اللہ انور اور قائد جمعیۃ مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کی قیادت پر مکمل اعتماد کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ اکابر حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کی صحیح ترجمانی فرما رہے ہیں۔ اس لئے میں جمعیۃ قراء اسلام کے تمام عہدہ داروں اور اراکین سے اپیل کرتا ہوں کہ آپ ان بزرگوں کی سرپرستی میں دین حق کو پھیلانے کی کوشش کریں

آپ نے فرمایا کہ جمعیۃ قراء اسلام کے اندر کسی نے مفاد کی خاطر پھوٹ ڈالنے کی کوشش کی تو ان کو جماعتی ڈسپلن کی خلاف ورزی کے باعث جماعت سے الگ کیا جائے گا۔

قائدین جمعیۃ پر اعتماد کا اظہار

جمعیۃ قراء اسلام کے مرکزی سیکرٹری جنرل قاری غلام اصغر صاحب قاسمی نے جامعہ اسلامیہ مسلم آباد میں قراء کے کنونشن سے خطاب فرماتے ہوئے حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ

[illegible]

طلباء کی سرگرمیاں

رپورٹ :- قاضی محمد اشرف

بھکر

اسلامی جمعیۃ طلباء کے خازن جناب جاوید اقبال نے اسلامی جمعیۃ طلبہ کی تخریبی اور غیر اسلامی سرگرمیوں کی وجہ سے مستعفی ہو کر جمعیۃ طلباء اسلام میں شمولیت اختیار کر لی ان کے علاوہ جناب شیخ قادر بخش جناب رانا عبدالوحید جناب محمد ایوب کھچی، جناب محمد انور، جناب محمد لقمان، جناب مہربان اور جناب نثار احمد نے بھی جمعیۃ میں شمولیت کا اعلان کیا ہے۔

خیر پور (سندھ)

جمعیۃ طلباء اسلام خیر پور کا اجلاس دفتر جمعیۃ میں منعقد ہوا۔ مقامی صدر جناب احمد شاہ کلانی نے جمعیۃ طلباء اسلام کا پروگرام پیش کیا۔ اجلاس کے اختتام پر جناب محمد اقبال صاحب نے پروگرام سے اتفاق کرتے ہوئے جمعیۃ میں شمولیت کا اعلان کیا۔

سیالکوٹ

جمعیۃ طلباء اسلام سیالکوٹ کا اجلاس منعقد ہوا جس میں گورنمنٹ گرلز ہائی سکول چونڈہ میں مرزائیوں کی مبینہ غنڈہ گردی پر گہرے غم و غصہ کا اظہار کرتے ہوئے مذمت کی، سیالکوٹ کے صدر جناب اقبال فاروقی نے بتایا کہ اسکول مذکورہ میں ۲۸ جنوری سے ہڑتال ہے۔ آخر میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ مسلمان طالبات کو زدوکوب کرنے والے مرزائی ملک اقبال احمد کو فوراً گرفتار کیا جائے اور تھانہ چونڈہ کے ایس، آئی ملک اعظم کو مرزائی تعاون کی وجہ سے فوراً تبدیل کیا جائے۔

شکار پور (سندھ)

جمعیۃ طلباء اسلام شکار پور کا ہفتہ وار اجلاس دفتر جمعیۃ میں منعقد ہوا۔ جس میں جناب نذیر احمد بنوار کو یہاں کا ایک ماہ کے لئے کنوینر مقرر کیا گیا اور ان کے ذمہ ایک ماہ کے اندر یہاں کا انتخاب کرانا قرار پایا۔

مردان (سرحد)

جمعیۃ طلباء اسلام ضلع مردان کے لئے مندرجہ ذیل عہدیدار منتخب کئے گئے۔

صدر	جناب اعجاز احمد
نائب صدر	" محمد نعیم
ناظم عمومی	" حافظ بشیر احمد
ناظم	" محمد شوکت علی
ناظم نشریات	جناب ہمریش ہما
خازن	" حافظ افتخار احمد

علاوہ ازیں گورنمنٹ کالج مردان میں بھی مندرجہ ذیل حضرات کو منتخب کیا گیا۔

صدر	جناب حافظ نور الٰہی
نائب صدر	" روح الامین
ناظم عمومی	" حافظ قاری افتخار احمد
ناظم	" سبحان اللہ
ناظم نشریات	" حافظ الرحمٰن طوفان
خازن	" افتخار احمد

رفیق باجوہ کے اعزاز میں دعوت

جمعیۃ طلباء اسلام سیالکوٹ نے گزشتہ روز چونڈہ کے مجاہد نوجوان محمد رفیق باجوہ کے اعزاز میں استقبالیہ کا اہتمام کیا۔ جس کی صدارت جمعیۃ طلباء اسلام سیالکوٹ کے صدر محمد اقبال فاروقی نے کی۔ استقبالیہ کے اجتماع سے جمعیۃ علماء اسلام ضلع سیالکوٹ کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد اسمٰعیل قاسمی، جمعیۃ علماء پاکستان کے حافظ محمد اشرف۔ تحریک استقلال کے محمد ادریس ایڈووکیٹ، مجلس احرار کے مرزا محمد بشیر، انجمن طلباء اسلام کے قاری عبدالرزاق اور جمعیۃ طلباء اسلام کے جناب عارف محمود شیخ نے خطاب کیا۔ مقررین نے جناب محمد رفیق باجوہ کو قادیانیت ہونے اور چونڈہ میں قادیانی جارحیت کا جرأت مندانہ مقابلہ کرنے پر زبردست خراج تحسین پیش کیا اور مکمل تعاون کا یقین دلایا۔ اجتماع میں تحریک طلباء ختم نبوت کا قیام عمل میں لایا گیا۔ استقبالیہ میں مہمانوں کی چائے سے تواضع کی گئی۔

بلوچستان

جمعیۃ طلباء اسلام کے صوبائی دفتر میں جمعیۃ کا ایک ہنگامی اجلاس بلایا گیا۔ جس کی صدارت جمعیۃ کے صوبائی صدر سکندر خاں نے کی۔

اجلاس نے ایک چار رکنی وفد تشکیل دیا جو ۱۰ مارچ سے بلوچستان کے ضلعی مقامات کا دورہ کر کے طلباء سے رابطہ قائم کرے گا تاکہ جمعیۃ کو مزید منظم کر کے اس کے اغراض و مطالبات پر عملدرآمد کیا جا سکے۔

ارکان وفد مختلف مقامات پر کارکنوں سے خطاب بھی کریں گے۔

آخر میں اجلاس نے متفقہ طور پر مندرجہ ذیل قراردادیں منظور کیں۔ (۱) مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر مسلمانوں کے دیرینہ مطالبہ کو پورا کیا جائے۔

(۲) بلوچستان کے عوام کے جمہوری حقوق بحال کئے جائیں

(۳) ظلم و بربریت کو ختم کر کے عوام کو حقیقی آزادی کا احساس دلایا جائے۔

گوجرانوالہ

گزشتہ روز جمعیۃ طلباء اسلام کے زیر اہتمام حبیب کالج گوجرانوالہ میں ایک کنونشن منعقد ہوا۔ جس کی صدارت حافظ عزیز الرحمٰن ایم اے سٹوڈنٹ حمایت اسلام لاء کالج لاہور نے جناب سید مطلوب علی زیدی ناظم اعلیٰ جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان اور جناب میاں محمد عارف مرکزی خازن و متعلم یونیورسٹی لاء کالج لاہور بطور مہمان خصوصی شریک ہوئے جناب سید مطلوب علی زیدی نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ جمعیۃ طلباء اسلام کے قیام کا مقصد وطن عزیز میں فرنگی تہذیب و تمدن اور لارڈ میکالے کے فرسودہ نظام تعلیم کو ختم کر کے اسلامی تہذیب و کلچر اور اسلامی نظام حیات نافذ کرنا ہے۔ یہ تب ہی ممکن ہے کہ انگریز کی اس سازش کو جو اس نے مسٹر اور ملا کے نام سے ملت کے دو عظیم طبقوں میں پیدا کی ہے ختم کر دیا جائے۔

انہوں نے کہا۔ ہمیں اس بات پر فخر ہے کہ جمعیۃ طلباء اسلام ہی ایک ایسی سٹوڈنٹس تنظیم ہے۔ جس میں عربی مدارس کے طلباء اور کالجز کے نوجوان شانہ بشانہ کام کر رہے ہیں۔ جناب حافظ عزیز الرحمٰن نے اپنی صدارتی تقریر میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم حکومت کے اس قدم کو غیر دانشمندانہ سمجھتے ہیں کہ جس میں انٹرمیڈیٹ کے نصاب سے تاریخ اسلام کے باب کو خارج کر دیا ہے انہوں نے کہا۔ حکومت کو چاہیئے کہ وہ فوراً اس باب کو داخل نصاب کرے تاکہ طلباء میں پھیلی ہوئی بے چینی کا سدباب ہو سکے۔

شورکوٹ

جمعیۃ طلباء اسلام ضلع جھنگ کے سیکرٹری نشر و اشاعت حافظ عبداللطیف عثمان نے تحصیل شورکوٹ کا دورہ مکمل کرنے کے بعد طلباء کے ایک عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جمعیۃ اگرچہ ایک غریب جماعت ہے۔ لیکن علماء کرام کی برکت سے اس کا پروگرام بہت وسیع ہے۔ جس پروگرام کو لیکر آج ہم میدان عمل میں آئے ہیں۔ آپ نے تحصیل شورکوٹ کے ان مسلمانوں کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے جمعیۃ طلباء اسلام کے پروگرام میں دلچسپی لیکر طلباء کی حوصلہ افزائی کی۔ اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعہ حکومت سے مطالبہ کیا کہ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ نیز شورکوٹ جمعیۃ طلباء اسلام کی طرف سے کنونشن کا پروگرام بنایا گیا۔

ضروری اعلان

عزم ٹریکٹ نمبر ۳ چھپ کر تیار ہو گیا ہے۔ جس کی قیمت ساٹھ پیسے فی عدد ہے تمام شاخیں فوری طور پر حسب ضرورت آرڈر بھیجدیں۔ علاوہ ازیں جن شاخوں کی طرف لٹریچر کی رقم باقی ہے۔ وہ بھی جلد از جلد ارسال کر دیں تاکہ باسانی مزید لٹریچر کی اشاعت کا سلسلہ جاری رکھ سکیں

(سید مطلوب علی زیدی ناظم [illegible] جمعیۃ طلباء اسلام)



ترجمہ یا ترجمانی

قسط نمبر ۱

مودودی صاحب کی تفسیر دینی ضرر کا سبب بن رہی ہے

از محقق جلیل مولانا محمد اسحاق صدیقی نیو ٹاؤن کراچی

محقق جلیل حضرت الشیخ الفاضل مولانا محمد اسحاق صاحب صدیقی مدظلہ، سابق شیخ الحدیث ندوۃ العلماء لکھنو حال مدرسہ عربیہ نیو ٹاؤن کراچی نے ہماری استدعا پر مودودی صاحب کی "تفہیم القرآن" پر علمی تبصرہ کا آغاز فرمادیا ہے موصوف کے مضامین قسط وار ترجمان اسلام میں پیش کئے جائیں گے۔ انشاء اللہ ایک صفحہ اسی سلسلہ میں مخصوص کر دیا گیا ہے۔ ترجمان اسلام کے علاوہ مدرسہ عربیہ نیو ٹاؤن کراچی کے آرگن ماہنامہ "بینات" میں بھی یہ مضامین بالاقساط شائع ہونگے (ادارہ)

الحمد للہ العلیم الحکیم والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم الذی لا نبی بعدہ وعلی الہ واصحابہ وازوجہ واتباعہ وذریتہ اجمعین اما بعد۔

سید ابوالاعلیٰ صاحب کی مایہ ناز تفسیر "تفہیم القرآن" کو ان کے مبتعین ان کا شاہکار اور وقت کی بہترین تفسیر ان مداحوں میں دو قسم کے افراد ہیں۔ ایک تو وہ ہیں جو کہ غور وفکر کی صلاحیت رکھنے کے باوجود "فنافی الشیخ" کے درجہ پر فائز ہو کر اپنی نظر اپنے قائد کی نظر میں جذب کر چکے ہیں۔ اور ان کے تصانیف وتالیف کو اپنی نگاہ کے بجائے انہیں کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اس کے بعد ناقدانہ نظریہ کسی خامی پر نگاہ پڑنے کی گنجائش ہی کیا باقی رہ جاتی ہے ہم دوسرا گروہ ان مقلدین کا ہے جو سطحی نظر سے مطالعہ کے عادی اور عمیق نظر سے محروم ہیں علمی سطح کی پستی کی وجہ سے ان کے ذہن میں وہ قوت امتیاز نشوونما نہ پاسکی جو صحیح اور غلط کے درمیان حد فاصل قائم کرتی ہے قوت نظر کی کمزوری کے ساتھ مصنف کے ساتھ عقیدت کی آمیزش نے انہیں کورانہ تقلید کا راستہ دکھایا اور بغیر سوچے سمجھے تحسین وآفرین کے پھول برسانا ان کا شعار بن گیا۔ سچ پوچھیے تو دونوں گروہ عملاً ایک ہی راہ پر گامزن ہیں یعنی "تحسین ناشناس" کے مرتکب دونوں ہیں۔ تحسین و آفرین کے شور وغوغا نے اہل نظر کو بھی چونکا دیا اور وہ لوگ بھی اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔ جو اسے لائق التفات بھی نہ سمجھتے تھے۔ راقم السطور نے بھی کبھی اس کا مطالعہ نہ کیا تھا۔ مگر بعض حضرات نے اس موقع پر اصرار فرمایا کہ اسے دیکھو کچھ ہی صفحات دیکھنے کے بعد فرض علی الکفایہ کا احساس ہوا اور اندازہ ہوا کہ "تحسین ناشناس" جتنی بھی کی جائے۔ مگر میرے لئے "سکوت سخن شناس" کی گنجائش باقی نہیں رہی۔ تفسیر میں خامیاں اور کمزوریاں ہیں۔ جو پڑھنے والوں کے لئے دینی ضرر کا سبب بن سکتی ہیں۔ بلکہ بن رہی ہیں۔ ان کی نشاندہی ایک شرعی ذمہ داری ہے۔ جس سے عہدہ برآ ہونا بسبیل کفایت علماء دین پر واجب ہے اگر میں اس واجب کو ادا کر دوں تو انشاء اللہ یہ بوجھ سب پر سے اتر جائے گا۔ اور کریم مطلق سے امید قوی ہے کہ اجر آخرت بھی ہاتھ آئے گا۔ کثرت مشاغل اور عدیم الفرصتی کا عذر مانع ہوا تو بعض مخلصین صالحین کے اصرار نے اس سنگِ راہ کو ہٹا دیا۔ انکار کی گنجائش نہ رہی اور قلم اٹھانا ہی پڑا۔ مقصد ہدایت اور اصلاح ہے اللہ تعالیٰ اس مقصد کو پورا فرمادیں:۔

ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

(دیباچہ ومقدمۂ تفسیر)

تفسیر مذکور کے دیباچے میں مودودی صاحب نے کئی صفحات "ترجمہ" کے بجائے "ترجمانی" کرنے کی توجیہ پر لکھے ہیں۔ کیونکہ موصوف نے تفسیر مذکور میں قرآن مجید کا ترجمہ کرنے کے بجائے اس کی ترجمانی فرمائی ہے اسی سلسلہ میں لکھتے ہیں:۔

"علاوہ بریں جیسا کہ ابھی اشارۃً عرض کر چکا ہوں قرآن مجید کی ہر سورۃ دراصل ایک تقریر تھی جو دعوت اسلامی کے کسی مرحلے میں ایک خاص موقع پر نازل ہوتی تھی اس کا ایک خاص پس منظر ہوتا تھا۔ کچھ مخصوص حالات اس کا تقاضا کرتے تھے۔ کچھ ضرورتیں ہوتی تھیں۔ جنہیں پورا کرنے کے لئے وہ اترتی تھیں۔ اپنے اس پسِ منظر اور اپنی اس شانِ نزول کے ساتھ قرآن مجید کی ان صورتوں کا تعلق اتنا گہرا ہے کہ اگر اس سے علیٰحدہ کر کے مجرد الفاظ کا ترجمہ آدمی کے سامنے رکھدیا جائے تو بہت سی باتوں کو وہ قطعاً نہیں سمجھے گا۔ اور بعض باتوں کو الٹا سمجھ جائیگا اور قرآن کا پورا مدعا تو شاید کہیں اس کی گرفت میں آئیگا ہی نہیں۔ قرآن عربی کے معاملے میں اس مشکل کو دور کرنے کے لئے تفسیر سے مدد لینی پڑتی ہے۔ کیونکہ اہل قرآن میں کسی چیز کا اضافہ نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن دوسری زبان میں ہم اتنی آزادی برت سکتے ہیں کہ قرآن کی ترجمانی کرتے وقت کلام کو کسی نہ کسی حد تک اس کے پس منظر اور اس کے حالات نزول کے ساتھ جوڑتے چلے جائیں تاکہ ناظر کے لئے وہ پوری طرح بامعنیٰ ہو سکے"۔ نمبر ۱

موصوف کی اس توجیہ میں سطح بینوں کے لئے تو دلکشی کے سوا کچھ نہیں۔ لیکن غائر نظر ڈالنے والوں کے ذہن میں اس کی پہلی ہی سطر پڑھ کر یہ خلش پیدا ہوگی کہ کیا ہر مرتبہ قرآن مجید کی پوری سورت بیک وقت نازل ہوا کرتی تھی؟ تاریخ قرآن مجید تو یہ بتاتی ہے کہ اکثر صورت نزول یہ رہی ہے کہ ایک یا متعدد آیتیں نازل ہوئیں جو بعد میں بارشادِ نبوی ﷺ کسی سورت کا جزو بنا دی گئیں۔ بیک وقت پوری سورت کا نزول کم ہی ہوا ہے۔ نمبر ۲

اس کے بعد یہ کہنا کس قدر درست ہو سکتا ہے۔ کہ ہر صورت ایک تقریر تھی۔ جو دعوت اسلامی کے کسی مرحلہ میں کسی خاص موقع پر نازل ہوتی تھی۔ جب "ہر مرحلے" پر پوری سورت نازل ہی نہیں ہوئی۔ تو وہ اس مرحلہ کی تقریر کیسے بن گئی؟ اگر یہ مراد ہے کہ بعد جمع آیات سورت کی حیثیت تقریر کی ہو گئی۔ تو یہ کہنا کیسے صحیح ہوا کہ وہ ایک خاص مرحلے پر نازل ہوئی؟

مصنف نے دعوتِ اسلام کو تین مرحلوں پر تقسیم کیا ہے۔ جن میں پہلے دو مرحلے مکہ معظمہ میں پیش آئے۔ اور تیسرا مرحلہ مدینہ طیبہ میں مگر دو سورتوں میں آیات کی جو ترتیب ہمارے سامنے ہے اس میں ان مراحل کی کوئی رعایت نظر نہیں آتی۔ متعدد سورتوں میں مکی آیات کے پہلو بہ پہلو مدنی آیات بھی ہیں۔ پھر ہر سورت کو کسی "خاص مرحلے" کی تقریر کہنے کے کیا معنیٰ؟

ان غلطیوں کے ساتھ مزید لطیفہ یہ ہے کہ دیباچہ کی منقولہ بالا عبارت میں جو کچھ اتنے زور شور کے ساتھ کہا گیا ہے۔ مقدمہ میں اس زور وشور کے ساتھ اس کی تردید بھی فرمادی گئی۔ ملاحظہ ہو:۔

"پھر اگر قرآن کو اس کی نزولی ترتیب پر مرتب کیا بھی جاتا تو وہ ترتیب بعد کے لوگوں کے لئے صرف اس صورت میں بامعنیٰ ہو سکتی تھی جب کہ قرآن کے ساتھ اسکی پوری تاریخ نزول اور اس کے ایک ایک جز کی کیفیت نزول وشان نزول لکھ کر لگا دی جاتی اور وہ لازمی طور پر قرآن کا ایک صحیفہ بن کر رہتی۔ یہ بات اس مقصد کے خلاف تھی۔ جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کا یہ مجموعہ مرتب اور محفوظ کر دیا تھا۔ وہاں تو پیش نظر چیز ہی یہ تھی کہ خالص کلام الٰہی بغیر کسی دوسرے کلام کی آمیزش یا

باقی آئندہ شمارہ قسط نمبر ۲ میں ملاحظہ فرمائیں